Title - ZIKRA - ASAR KHAMA.

creator - Abul Kalaam Azad.

Publisher - Shirkat Adabiya (Aligarh).

Date — 1925

Pages — 86.

Subjects — Seerat Nabvi.

ذکریٰ
از
ابوالکلام آزاد

بُشریٰ
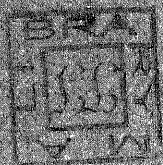
(یعنی سلسلۂ معارف اسلام کا پہلا نمبر)

مطبوعات جدیدہ پر صحیح و بے لاگ تنقید نگار رسالہ النّاظر لکھنؤ قمطراز ہے

"مولٰنا سیّد سلیمان ندوی نے کچھ عرصہ ہوا اپنے رسالہ معارف میں ایک مضمون
بحث پر تحریر فرمایا تھا کہ اسلام کا خدا غصّہ ور و سخت گیر نہیں، جیسا کہ بعض مستشرقین نے
اپنی غلطی سے سمجھ رکھا ہے، بلکہ وہ رحمٰن و رحیم مہربان و شفیق اور دلدار و محبوب ہے یہی مضمون
بعد اصلاح و اضافہ ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہوا ہے۔ مولٰنا کا یہ دعویٰ آیات قرآنی
و احادیث نبوی (صلعم) اور عقیدۂ اسلام کی بالکل صحیح تعبیر ہے۔ طرز بیان صاف، سلیس و
دلکش، ہر شخص پر جو اسلام کی صحیح تعلیم سے واقف ہونا چاہے یا جو
دل میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا کوئی جزو بھی رکھتا ہے
اس کا مطالعہ واجب ہے"۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ، کاغذ عمدہ اور ٹائٹل بھی
خوشنما، قیمت صرف ۶/

شرکت ادبیہ علی گڑھ سے طلب فرمائیں

مجموعۂ ذکریٰ اولو الالباب

سلسلۂ معارف اسلام

نمبر ۲

ذکریٰ

اثرِ خامہ
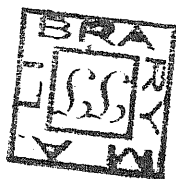
علامہ ابو الکلام آزاد

شرکت ادبیہ علیگڑھ نے شائع کیا

مطبوعہ فیض عام علیگڑھ

فہرست مضامین

افسانۂ ہجر و وصال

تعارف

امام الہند حضرت مولنا ابو الکلام آزاد مدظلہٗ کی مقدس و بابرکت ذات اور مسائل دینیہ میں آپ کی مسلمہ نظر غائر کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ دو مقالات آپ ہی کے زور قلم کے نتائج ہیں جو مرحوم البلاغ کے نمبر ۶-۷ اور ۱۳-۱۴ میں بالترتیب پہلی بار شائع ہوئے تھے۔ اور اب مستقل کتابی صورت میں **ذکریٰ** کے نام سے پیش کر کے ہم سعادت دارین کے حصول کی جائز توقع رکھتے ہیں۔

یہ رسالہ سلسلہ معارف اسلام کی دوسری کڑی ہے جس کا پہلا نمبر احمد برادران نے **بشریٰ** کے نام سے شائع کیا تھا۔ مگر چونکہ

انہوں نے سر دست اس کام کو ملتوی کرکے یہ سلسلہ ہم کو
عنایت کر دیا ہے لہذا اب اس کے گذشتہ و آیندہ تمام نمبر
ہم ہی شائع کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔
یہ توقع بیجا نہو گی کہ ارباب نظر و بصیرت ان ناچیز خدمات
کی قدر فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائینگے۔

شرکت ادبیہ علی گڑھ
یکم جنوری ۱۹۲۵ء

خاکسار۔ اسرائل (علیگ)
ناظم

تذکارِ مقدس

RESERVE BOOK

(ماہ ربیع الاوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ!

سُنتہ اللہ

جب زمین پیاسی ہوتی ہے تو ربّ السماوات والارض پانی برساتا ہے، جب انسان اپنی غذا کے لیے بیقرار ہوتا ہے تو وہ موسم ربیع کو بھیج دیتا ہے، جب خشک سالی کے آثار چھا جاتے ہیں تو آسمانِ رحمت پر بدلیاں پھیل جاتی ہیں۔

اللہ الذی یرسل	وہ خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے، اور یہ ہوائیں بادلوں کو
الرّیاح فتثیر سحابا	اپنی جگہ سے ابھارتی ہیں، اور جس طرح اُس کی مرضی نے
فیبسطہ فی السّماء	انتظام کر دیا ہے، بادل فضا میں پھیل جاتے ہیں۔ پس تم
کیف یشاء ویجعلہ	دیکھتے ہو کہ اُن کے اندر سے مینہ برسنے لگتا ہے، اور تمام
کسفا فتری الودق یخرج	زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے پھر جب وہ اپنے بندوں

من خلالہ، فاذا جو بارش سے مایوس ہو گئے تھے، پانی برسا دیتا ہے
اصاب بہ من عبادہٖ وہ کامیاب و خرم ہو کر خوشیاں منانے لگتے ہیں
اذا ھم یستبشرون۔۔۔(۳۰: ۴۷)

خدا کی تمام مثالیں اور دانائیاں جو وہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے کھولتا ہے، ہمیشہ عام اور قدرتی مظاہر سے تعلق رکھتی ہیں تاکہ زمین کی ہر مخلوق ان کی تصدیق کر سکے اور ان سے دانائی حاصل کر سکے، وہ ایسے تعلق وحوادث اور غیر فطری وصناعی چیزوں کا ذکر نہیں کرتا جنکو دیکھنے اور سمجھنے کے لیے کسی خاص طرح کی زندگی، خاص طرح کے علم، اور خاص طرح کے گرد وپیش کی ضرورت ہو۔ بلکہ اس کی ہر تعلیم ایسی عام اور خالص فطری حالات سے متعلق ہوتی ہے، جس کو سنکر جنگل کا ایک چرواہا اور متمدّن آبادیوں کا ایک فلسفی دونوں یکساں اثر کے ساتھ خدا کی سچائی کو پا سکتے ہیں پس اگر تم نے فلسفہ حکمت نہیں پڑھا ہے، اگر تم نے اجرام سماویہ کے دیکھنے کے لیے کسی رصد خانہ کی قیمتی دوربین نہیں پائی ہے، اگر تم کو مادّہ کے خواص کا تجربہ نہیں ہے، اگر تم کسی دار العلوم کے اندر برسوں تک نہیں رہے ہو، اگر تم صحرائی ہو، اگر تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر گوشہ نشین ہو، اگر پھونس کی ایک چھت اور بانسوں کی ایک شکستہ دیوار ہی رہنے اور بسنے کے لیے تمہارے حصّے میں آئی ہے، اور اس طرح تم

جانتے کہ اپنے خدا کو آسمان کے عجیب و غریب ستاروں کے اندر کیونکر دیکھو اور
اُس کے حسن و جمال کو عناصر و ذرّات خلقت کی آمیزش و آویزش کے اندر کیونکر ڈھونڈھو
ہم تم انسان ہو، تمکو روح دی گئی ہے اور تم زمین پر بستے ہو، تم آسمان کی ہر بل
کے اندر، بادلوں کے ہر ٹکڑے کے اندر، ہواؤں کے ہر جھونکے کے اندر، باران رحمت
کے ہر قطرے کے اندر، اپنے خداوند حیّ و قیوم کو، اُس کی حکمت و قدرت کو، اُسکی
فت و رحمت کو، اُس کے پیار و محبت کو دیکھ سکتے ہو، اور اُسے پا سکتے ہو۔
میں سے کون ہے جس نے امید و بیم کی نظروں سے کبھی آسمان کو نہیں دیکھا ہے،
اُسکی بجلیوں کی چمک اور بادلوں کی گرج کے اندر اپنی کھوئی ہوئی امید کو نہیں
ونڈھا ہے؟

من اٰیتہٖ — اور قدرت الٰہی کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ جب زمین پیاسی
یکم البرق خوفا — ہوتی ہے اور خشک سالی کے آثار ہر طرف چھا جاتے ہیں، تو وہ
طمعا (۳۰ : ۲۳) آسمان پر بارش کی علامتوں کو پیدا کر دیتا ہے، اور تم امید و بیم
نظروں سے انھیں دیکھتے ہو۔

پھر وہ کون ہے کہ جب تم اور تمہاری تشنہ و بیقرار زمین پانی کے ایک ایک قطرہ
لیے ترس جاتی ہے، خاک کا ایک ایک ذرّہ رطوبت و نمو کے لیے بیقرار ہو جاتا ہے،
ارضی اپنی بیخودانہ حرکت میں آفتاب کے آتشکدہ سے قریب تر ہوتی جاتی ہے،

اس کی تمام کائنات نباتاتی اپنا حسن و جمال فطری کھو دیتی ہے، پرند اپنے گھونسلوں میں ٹھٹھیاں درختوں میں، اور انسان اپنے گھروں میں پانی کے لیے ماتم کرتا اور بہرام آسمان کی گرم و خشک فضا کی طرف مایوسی کی نگاہیں اُٹھاتا ہے، تو وہ اپنی محبت و ربوبیت کے نقاب میں آتا ہے، اور مایوسی کے بعد اُمید کا، نامرادی کے بعد مراد کا، موت کے بعد زندگی کا پیام زمین کے ایک ایک ذرہ تک پہنچا دیتا ہے!

وینزل من السماء ماء فیحیی به الارض بعد موتها، ان فی ذٰلک لاٰیٰت القوم یعقلون! (۳۰: ۲۳)

اُس کی ربوبیت و رحمت کو دیکھو کہ جب تم اُمید و بیم کی نظروں سے آسمان کو دیکھتے ہو اور تمام زمین پر مُردنی اور ہلاکی چھا جاتی ہے تو وہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین پر موت کے بعد زندگی طاری ہو جاتی ہے۔ یقیناً قدرت الٰہی کی اس نمود میں صاحبان فکر و عقل کے لیے بڑی ہی نشانیاں رکھی گئی ہیں!

روحانی تربیت

یہ وہ انتظام الٰہی ہے جو پروردگار عالم نے انسان کے جسم کی غذا کے لیے کیا ہے۔ پھر کیا اس نے انسان کی روح کے لیے کچھ نہ کیا ہوگا؟ وہ رب الارباب جو زمین کی پکار سُن کر اُسے پانی دیتا اور جسم کی بیقراری دیکھ کر اُسے غذا بخشتا ہے، کیا نہیں روحانی تشنگی کے لیے کچھ نہیں رکھتا، اور دل کی بھوک کے لیے اس کے خزانوں

کوئی نعمت نہیں؟

وہ کہ اُس کی محبت زمین کی مٹی کو خشک نہیں دیکھ سکتی، اور درختوں کی ٹہنیوں کو وہ سبز پتوں اور سرخ پھولوں کی زیبائش سے محروم نہیں رکھتا، کیا روح انسانی کو ہلاکت و بربادی کے لیے چھوڑ دیگا، اور عالم انسانیۃ کا مُرجھا جانا اُسے خوش آئیگا؟ وہ رب العالمین جو تمھارے جسم کو غذا دیکر موت سے بچاتا ہی، کیونکہ ممکن ہے کہ تمھاری رُوح کو ہدایت دیکر ضلالت سے نہ بچائے؟

جب فرعون نے حضرۃ موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ:

مَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسٰى (۲۰: ۵۱) تمھارا پروردگار کون ہی اے موسیٰ!

تو حضرۃ موسیٰ نے نہ صرف اپنے ربّ العالمین کی نسبت خبر ہی دی بلکہ اُسکی ربوبیت کی دلیل قطعی و فطری بھی چند لفظوں میں فرما دی:

رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰی ہمارا رب وہ ہی، جو "رب" ہے، اور اس لیے اُسکی ربوبیت كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ نے کائنات کی ہر چیز کو اُس کی خلقی ضروریات بخشیں، پھر هَدٰى (۲۰: ۵۲) پھر اس کے بعد ان کی ہدایت کردی تاکہ صحیح اور فطری طریقہ پر کاربند رہ کر اپنی خلقت کے مقصد کو حاصل کریں۔

پس اُس نے کہ زمین کی مٹی کے اندر قوۃ نشو و نما رکھی اور پھر پانی برسا کر اُسکی ہدایت کردی، یعنی اُس کے آگے نفوذ و عمل کی راہ کھول دی، اور جسکی ربوبیت نے

عالمِ ہستی کے ایک ایک ذرہ کے لیے خلقت اور ہدایت، دونوں کا سامان کر دیا۔ انسان کو بھی جسم اور روح دونوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، اور اس کے لیے بھی خلقت اور ہدایت، دونوں کا سامان رکھتا ہے۔

اس کی ربوبیت نے جس طرح جسم کے لیے زمین کے اندر طرح طرح کے خزانے رکھے ہیں، اسی طرح روح کی غذا کے لیے بھی اسکے آسمانوں کی وسعت معمور ہے۔ جس طرح جسم کی غذا اور زمین کی مادی حیات و نمو کے لیے آسمانوں پر بدلیاں پھیلتیں، بجلیاں چمکتیں، اور موسلا دھار پانی برستا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اقلیم روح و قلب کی فضا میں بھی تغیرات ہوتے ہیں۔ یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کے لیے ترستی ہے، تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی ہدایت کے لیے تڑپنے لگتی ہے۔ یہاں پتے جھڑتے ہیں، ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں، اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں، تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہیئے۔ وہاں بھی جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے، نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں، عدالت کا باغ ویران ہو جاتا ہے، اور خدا کے کلمۂ حق و صدق کا شجرۂ طیبہ دنیا کے ہر گوشہ اور ہر حصہ میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے، تو اُسوقت روحِ انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہیے۔ یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے تو خدا کی بارش اسے زندگی بخشتی ہے۔ وہاں انسانیت ہلاک ہو جاتی ہے تو خدا کی ہدایت اسے پھر اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ اور وہ پروردگار عالم ہی تو ہے کہ بارش سے پہلے ہواؤں
الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ کو بھیجتا ہے جو باران رحمت کے آنے کی خوشخبری سُنا
یَدَیْ رَحْمَتِہٖ حَتّٰی دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب اسکا وقت آجاتا ہے تو وہ رُزنی
اِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا بادلوں کو حرکت دیتی ہیں اور ہم انھیں ایک ایسے شہر کے
ثِقَالًا سُقْنٰہُ لِبَلَدٍ اوپر لیجاکر پھیلا دیتے ہیں جو ہلاک ہو چکا ہے اور زندگی کے
مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِہِ الْمَآءَ لیے پیاسا ہے۔ پھر پانی برستا ہے اور زمین کی موت کو
فَاَخْرَجْنَا بِہٖ مِنْ کُلِّ زندگی سے بدلدیتا ہے۔ اس کی نمو بخشی سے طرح طرح کے
الثَّمَرٰتِ کَذٰلِکَ نُخْرِجُ پھل پیدا ہوتے ہیں اور مخلوقات اپنی غذا حاصل کرلیتی ہے
الْمَوْتٰی لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ٹھیک اسیطرح ہم مُردوں کو بھی اُٹھاتے ہیں۔ اور یہ جو کچھ
(۷ : ۵۵) کہا گیا ہے سو دراصل ایک مثال ہے، تاکہ تم دانائی اور سمجھ حاصل کرو۔

تکمیل ہدایت

عالم انسانیت کی فضاء روحانی کا ایک ایسا ہی انقلاب عظیم تھا جو چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ظاہر ہوا۔ وہ رحمت الٰہی کی بدلیوں کی ایک عالمگیر نمود تھی جس کے فیضان عام نے تمام کائنات ہستی کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سُنائی۔ اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں کی بدحالی کا دور ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ وہ خداوند قدوس جس نے سینا کی چوٹیوں پر کہا تھا کہ میں اپنی قدرت کی

بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتھ آؤنگا، اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرے جاہ وجلال الٰہی کی نمود ہو گی، سو بالآخر وہ آگیا، اور سعیر و فاران کی چوٹیوں پراس کے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں!

یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی، یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا مرتبہ آخری تھا، یہ سلسلہ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا، یہ سعادت بشری کا آخری پیام تھا، یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی، یہ اُمتہ مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا، اور اس لیے یہ حضرۃ ختم المرسلین و رحمتہ اللعالمین محمد بن عبداللہ کی ولادت باسعادت تھی، صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وسلم۔

امت مسلمہ کی تاسیس

یہی واقعہ ولادۃ نبوی ہے جو دعوۃ اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا، اور یہی ماہ ربیع الاوّل ہے جس میں اُس اُمتہ مسلمہ کی بنیاد پڑی جس کو تمام عالم کی ہدایت وسعادت کا منصب عطا ہونے والا تھا۔ یہ ریگستان حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن نہ تھا، یہ عرب کی ترقی وعروج کے بانی کی پیدائش نہ تھی، یہ محض قوموں کی طاقتوں کا اعلان نہ تھا، اُس میں صرف نسلوں اور ملکوں کی بزرگی کی دعوۃ نہ تھی، جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے، اور جیسا کچھ کہ دنیا کی تمام تاریخ کا انتہائی سرمایہ ہے بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا، یہ تمام دنیا کی ترقی وعروج

کے بانی کی پیدائش تھی، یہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا، یہ تمام نوع انسانی کے شرف و احترام کا قیام عام تھا، یہ انسانوں کی بادشاہتوں، قوموں کی بڑائیوں اور ملکوں کی فتوحات کا نہیں، بلکہ خدا کی ایک ہی اور عالمگیر بادشاہت کے عرش جلال و جبروت کی آخری اور دائمی نمود تھی!!

پس یہی دن سب سے بڑا ہے، کیونکہ اسی دن کے اندر دنیا کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی۔ اُس کی یاد نہ تو قوموں سے وابستہ ہے اور نہ نسلوں سے، بلکہ وہ تمام کرۂ ارضی کی ایک عام اور مشترک عظمت ہے، جس کو وہ اُسوقت تک نہیں بھلا سکتی جب تک کہ اُسکو سچائی اور نیکی کی ضرورت ہے اور جب تک کہ اُس کی زمین اپنی زندگی اور بقا کے لیے عدالت و صداقت کی محتاج ہے۔

کس کی یاد رکھے

دنیا میں بڑے بڑے انقلابات ہوئے ہیں۔ یہ انقلابات خاص خاص انسانوں کے وجود سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے ان انسانوں کی پیدائش کے ایام کو بھی دنیا عظمت کے ساتھ یاد رکھنا چاہتی ہے، اور اس اعتبار سے اُسکی یادگاروں کی فہرست بڑی ہی طویل ہے۔ اس میں بادشاہوں کے زرنگار تختوں کی قطاریں ہیں، فاتحوں کی بے پناہ تلواروں کی جھنکاریں ہیں، سپہ سالاروں کے زرہ بکتر کی ہیبت ہے، حکیموں کی حکمتوں اور دانائیوں کے دفاتر ہیں، فلاسفہ و علماء

کے علوم و صحائف کے خزائن ہیں، صناعوں کی ایجادیں ہیں، وطن پرستوں کے مواعظ ہیں، قومی پیشواؤں اور ملکی داعیوں کی جانفشانیوں اور سرفروشیوں کی داستانیں ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ دنیا اگر اپنی عظمت کے اصلی دن کو یاد رکھنا چاہتی ہے، تو اُن میں سے کس کو یاد رکھے؟

ان میں سے کون ہے جس نے دنیا کو سب سے بڑی چیز دی ہے، تاکہ وہ بھی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اسی کی یاد کو پیار کرے؟

شاہان عالم

آؤ ہم سب سے پہلے بڑے بڑے اولوالعزم شہنشاہوں کو دیکھیں جنھوں نے دنیا کے بڑے بڑے رقیبوں کو نوک شمشیر پر رکھ لیا، اور ایسے ایسے عجیب و غریب ایوانوں اور محلوں میں بسے جنکی دیواریں اور چھتیں چاندی سونے اور لعل و جواہر سے بنائی گئی تھیں۔ انھوں نے بہت زیادہ مال و متاع جمع کیا، ان کے پاس لوہے کے بہت زیادہ آلات خونریزی تھے، اور ان کی اطاعت و غلامی میں انسانوں کا سب سے بڑا گلہ تھا۔ پس ان کی پیدائش کے واقعہ کو بھی سب سے زیادہ عظیم الشان اور ناقابل فراموش ہونا چاہیئے۔

لیکن اگر دنیا ان کی پیدائش کو یاد رکھے، تو بتلاؤ کہ دنیا کے لیے اُنھوں نے کیا کیا؟ ان کی فتوحات بہت وسیع تھیں، اور ان کی وہ دولت جو انھوں نے

زمین کی بستیوں کو اُجاڑ کر لوٹی تھی، بڑے بڑے وسیع رقبوں کے اندر آتی تھی، لیکن دنیا کو اس سے کیا ملا کہ دنیا کی گردن ان کی یاد کے آگے جھکے؟ اگر وہ بہت بڑے فاتح تھے، تو اس کو یوں کہو کہ انھوں نے سب سے زیادہ زمین کو ویران کیا سب سے زیادہ اُس کی آبادیوں کو اُجاڑا، سب سے زیادہ خون کی ندیاں بہائیں، اور سب سے زیادہ خدا کے بندوں کے گلے میں اپنی غلامی کی لعنت کا طوق ڈالا، پھر کیا دنیا اپنی ویرانیوں، اپنے قتل و غارت، اپنے نہب و سلب اور اپنی غلامی کی لعنت کے ناپاک دنوں کو یاد رکھے؟ اور جن کی اہلبیت نے یہ لعنت پھیلائی تھی ان کی پیدائش کی نحوست پر خوشیاں منائے؟

سکندر دنیائے قدیم کا سب سے بڑا فاتح تھا جس نے تمام دنیا سے اپنے تخت کی پوجا کرانی چاہی، لیکن دنیا اگر اس کی پیدائش کو یاد رکھے تو یہ یاد کن واقعات کی یاد ہوگی؟

یہ دنیا کی ویرانیوں، ہلاکتوں، اور غلامیوں کی لعنتوں کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہوگا جو اسے ہاتھ آئیگا۔

دنیا میں جسقدر بادشاہ پیدا ہوئے اگر تم اُن کی زندگی کے تمام کارناموں کا حاصل معلوم کرنا چاہو، تو اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کہ وہ جتنے بڑے بادشاہ تھے، اتنے ہی زیادہ انسانوں کو غلام بنانے والے تھے، اتنے ہی زیادہ ان کی فطری

قوتوں کے لیے پتھر تھے، اتنے ہی زیادہ ان کی قدرتی حرکت و نشوؤ کے لیے زنجیر تھے اور اتنے ہی زیادہ خدا کی عطا کردہ جبلت صالحہ اور انسان کے نوعی شرف و احترام کے لیے ان کے اندر بربادیوں اور ہلاکتوں کی نحوست تھی۔

پس جنکا وجود خود دنیا کے لیے ایک زخم تھا، وہ اُن کی یاد میں اپنی گم شدہ شفا کیونکر پا سکتی ہے؟

بے سود تذکار

حکماء کی حکمت، فلاسفہ کا فلسفہ۔ صنّاعوں کی ایجادیں، بلاشبہ تاریخ عالم کے اہم واقعات ہیں، لیکن اگر وہ اپنی یاد کے آگے دنیا کو جھکانا چاہتے ہیں، تو انھیں بتلانا چاہیے کہ انھوں نے اپنی حکمت سرائیوں اور عجیب عجیب ایجادوں سے دنیا کے اصلی دکھ اور زمین کی حقیقی مصیبت کے لیے کیا کیا؟ آسمان کی فضا میں ان گنت ستاروں کی قطاریں پھیلی ہوئی ہیں۔ بلاشبہ وہ شخص بہت بڑا غور کرنیوالا دماغ اور بڑی ہی کاوش کرنیوالی نظر رکھتا تھا جس نے ہم کو سب سے پہلے بتلایا کہ یہ بڑے بڑے ستارے ہیں، ان میں ثوابت ہیں، سیّارات ہیں، اور ان کی حرکتوں کے معیّن اوقات و ایام ہیں۔ لیکن دنیا جب ستاروں کی یہ بہت بڑی سچائی نہیں جانتی تھی، تو اُسوقت بھی بیمار تھی، اور یہ معلوم کرکے بھی بیمار ہی رہی۔ اسکا اصلی دُکھ یہ تھا کہ انسان آسمان کے متعلق تھوڑا جانتا ہے، بلکہ ہمیشہ سے وہ اس ایک ہی مرض میں

گرفتار رہی ہے کہ انسان خود اپنی نسبت، اپنی فطرۃ صالحہ کی نسبت، اپنی راہ سعادت کی نسبت کچھ بھی نہیں جانتا۔

اُس صناع کو اگر تم بڑا سمجھتے ہو جس نے انسان کے لیے فنِّ تعمیر ایجاد کیا، تاکہ وہ پائدار مکانوں اور خوبصورت چھتوں کے نیچے بیٹھے، تو تمھیں تبلانا چاہیئے کہ انسان درختوں کے نیچے بیٹھکر نیک اور سچا انسان نہ تھا، مگر بڑے بڑے محلوں کے اندر بس کر اس نے اپنی گم شدہ حقیقت پالی؟ دنیا کا اصلی مرض انسانیت حقیقی کی گم شدگی ہے۔ سعادت انسانی اور امن ارضی ہی وہ نعمت ہے جسکی ڈھونڈھ میں ابتدا سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ تہ و بالا ہو رہا ہے۔ پھر تبلاؤ کہ اگر یہ بڑے بڑے صنّاع اور موجد ہی انسانیت کی سب سے بڑی بڑائی رکھتے ہیں، تو ان کی ایجادوں نے انسان کو کس قدر امن دیا؟ کسقدر سلامتی بخشی؟ کہاں تک صراط سعادت پر چلایا؟ طلسم حیات انسانی کا کونسا راز افشا کیا؟ خدا اور بندوں کے رشتوں کو کہاں تک جوڑا؟ پھر اگر وہ یہ نہ کر سکے تو دنیا ان کی ایجادات کو اپنے خزانے میں رکھ سکتی ہے، پر ان کی یاد میں اس کے لیے کوئی خوشی نہیں ہو سکتی، کیونکہ انھوں نے اس کے اصلی دکھ کے لیے کچھ نہیں کیا۔

دورِ جدید

اچّھا، دنیائے قدیم کے ذخیرہ میں جو کچھ ہے اُسے چھوڑ دو، کلدان و بابل

اور یونان و اسکندریہ کے کھنڈرات اور مسمار شدہ آثار کے اندر اگر دنیا کے لیے کچھ نہ تھا، تو بہت ممکن ہی کہ آج لندن اور برلن و پیرس کی عجیب و غریب آبادیوں اور عقل و فہم کو مبہوت کر دینے والے تمدن کے اندر دنیا کو وہ چیز ملجائے جس کے لیے ابتدائے خلقت سے حیران و سرگشتہ رہی ہے۔

موجودہ تمدن یورپ کی ابتدا جن بڑے بڑے دعووں سے ہوتی ہی، ضروری کہ وہ سب کے سب اسوقت تمھارے سامنے ہوں، کیونکہ ہماری موجودہ صحبت انکے اعادے کی متحمل نہیں۔ ہم کو بتلایا گیا تھا کہ موجودہ تمدن کو دنیا کے قدیم تمدنوں سے کوئی مشابہت نہیں۔ اُن کی مختلف شاخوں میں باہم ربط و علاقہ نہ تھا۔ ان کی بنیادیں صحت و حقیقت پر نہ تھیں، وہ انسانی علم و عمل کی تمام شاخوں کو بیک وقت مکمل نہ کر سکی تھیں، اُنھوں نے معلومات و اعمال میں کوئی صحیح نظم و ترتیب پیدا نہیں کی، اور انھیں اپنے تمدن کی اشاعت اور پھیلاؤ کے وہ ذرائع حاصل نہ تھے جن کے ذریعہ ہم نے تمام کرۂ ارضی کو علم و تمدن کا ایک گھر بنا دیا ہی۔ پس گذشتہ تمدنوں کی ناکامی سے موجودہ تمدن کی ناکامی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اور اسی طرح کے دعوے تھے، جنسے موجودہ تمدن کی فضا بھر گئی تھی، اور جن کے ذریعہ اعلان کیا جاتا تھا کہ دنیا میں سب سے بڑی طاقت موجودہ تمدن کی ہی۔ حالانکہ سب سے بڑا صرف خدا ہے۔

لقد استکبروا فی انفسہم   بلاشبہ اُنھوں نے یہ کھکر اپنے اندر بڑا گھمنڈ پیدا کیا
وعتوا عتوا کبیرا۔ (۲۱:۲۵)   اور بڑی سخت درجہ کی سرکشی کی۔

سو اب تم دیکھو کہ دنیا اپنے اعتراف کا سر جھکانے کے لیے جب تمدن کے اس سب سے بڑے مغرور بُت کی طرف جاتی ہے، تو اُسے کیا جواب ملتا ہے؟

آج تمدن کے ابلیسانہ گھمنڈ کا ملعون بت چور چور کر دیا گیا ہے، اور خدا کا وہ زبردست اور بے پناہ ہاتھ جو قوم ثمود و عاد، اور بڑی بڑی آبادیوں، اور بڑے بڑے خیموں والوں کو سزا دے چکا تھا، اپنے جلال اور ہولناکی کی آتشیں چمک دکھلا رہا ہے۔ تم یورپ کی موجودہ جنگ اور متمدن اقوام کی باہمی قتل و خونریزی چارپایوں کی طرح نہیں بلکہ انسانوں کی طرح نظر ڈالو، اور دیکھو کہ یہ کیا ہے جو تمہارے سامنے ہو رہا ہے؟ یہ تمدن اور وحشت کی پیکار نہیں ہے، یہ علم و جہل کی ٹکر نہیں ہے، یہ تمدن ہی جو تمدن سے ٹکرا رہا ہے، یہ علم ہے جو علم کو ذبح کر رہا ہے، یہ صناعت ہے جو صناعت کو پیس رہی ہے، یہ ایجاد کا مغرور شیطان ہے، جو ایجاد ہی کے شیطان لعین کو ڈس رہا ہے، اور اس طرح تمدن کا گھمنڈ ہی ہے جو تمدن کے گھمنڈ کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کر رہا ہے۔

یخربون بیوتھم بایدیھم (۲۰:۵۹)   اپنے گھروں کو وہ اپنے ہاتھوں ہی سے اُجاڑ رہے ہیں۔

پس اگر مسکین دنیا اُن انسانوں کو یاد رکھنا چاہتی ہے جو تمدن کے بادشاہ

تھے، علم کے فرمان فرما تھے، اور ایجاد و صناعت کے دیوتا تھے، تو تم اُس کا ہاتھ
پکڑو، اور اسے آج یورپ کے اُن میدانوں کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دو، جہاں
تمدن و علم کا تختِ عظمت و اجلال آگ اور لہو کی بدلیوں اور دھویں اور زہریلی
گیسوں کی مسموم فضا کے اندر بچھایا گیا ہے، اور مسمار عمارتوں کے کھنڈروں، سرخ
سرخ خون کی ندیوں، اور انسانوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں کے تودوں پر اُس کے
سنہری ستونِ عظمت نصب کیے گئے ہیں۔ پھر اس سے کہو کہ وہ اپنی احسانمندی
اور شکر گذاری کے لیے اُن عظیم الشان انسانوں میں سے کسی بڑائی کو چھانٹ لے جو
آج گیہوں اور جو کے لیے روتے ہیں، کیونکہ ہوا میں اُڑنے کے آلات اور پانی کو مفرد اجزا
میں بدل لینے کا علم ان کے کچھ کام نہ آیا!!

وہ ان میں سے کس کو اپنی پرستش اور یاد کے لیے چُنے گی؟ کیا وہ اس سب سے
بڑے فلسفی کو یاد کرے گی؟ جو چودھویں صدی عیسوی میں آیا اور اس نے تجربہ کی راہ
کھولی جس راہ نے کہ انسانوں کو ہلاکت اور خونریزی کے سب سے زیادہ روح پاش آلات
تک پہنچا دیا؟ وہ کیمسٹری کے اُس دیوتا کو یاد کرے گی جس پر موجودہ تمدن کو سب سے زیادہ ناز
ہے اور جس نے ایسی زہریلی گیسیں، ایسے مہلک بم اور شل، اور ایسے بے پناہ مرکبات
بنا دیئے جن کے آگے انسانی جماعتیں بالکل بے حس ہو جاتی ہیں، اور منٹوں کے اندر
بڑی بڑی آبادیاں موت کی لعنت سے بھر جاتی ہیں۔ اچھا بھاپ کی طاقت کے

موجد کو بلاؤ، اس کی بڑائی کیسی عجیب تھی جس نے بھاپ کی غیر معلوم طاقت کو ان کے تابع کر دیا؟ لیکن آہ! وہ اُس دنیا کے لئے کیا کرے جو موت کی نہیں، بلکہ زندگی کی بھوکی ہے، اور دیکھ رہی ہے کہ بھاپ کے شیطان ہی کے اندر وہ سب سے بڑی بے پناہ خباثت ہے، جس نے آج جنگ کے میدانوں میں مختلف بھیسوں اور مختلف صورتوں کے اندر موت کی سب سے بڑی پھنکار ماری ہے، اور تمام انسانی علم و دانائی اس کے بچاؤ کے لیے بیکار رہے۔

پھر کیا دنیا تمدن و علم کے اُن مغرور ربانیوں کی پیدائش پر خوشیاں منائے جنہوں نے اُس کی موت و ہلاکت کے لیے تو سب کچھ کیا، پر اس کے امن و سلامتی اور سعادت و طمانیت کے لیے کچھ نہ کر سکے؟ ان کے پاس انسان کے اوڑنے، سمندروں کے اندر چلے جانے، بجلی کو قابو میں کرنے، ہوا کے تموج اور ذرات کو اپنے نامہ و پیام کا سفیر بنانے، اور خود بخود بجنے والے باجوں اور بڑی تیزی سے چلنے والی سواریوں کے لیے تو بڑا ذخیرہ ہے، لیکن انسان کو نیک اور راست باز بنانے، خدا کی عدالت و صداقت سے زمین کو معمور کرنے، امن اور راحت کی بادشاہت کے قائم کرنے، ظلم و فساد کے بیج سے زمین کو صاف کرنے، طاقت اور ظلم کے جبر سے ضعف اور ناتوانی کو بچانے، اور انسانوں کو درندوں اور سانپوں کی طرح نہیں بلکہ انسانوں کی طرح بسا دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

تم نے یورپ کے تمدن کی کتوں کی طرح لوٹ کراور بھیڑوں کی طرح چلکر ہمیشہ پرستش کی ہے اور مذہب کی تعلیمات کی ہنسی اوڑائی ہے کہ وہ آخرۃ آخرۃ کہتا ہے مگر یورپ کی طرح دنیا کے لیے کچھ نہیں بتلاتا۔ لیکن شاید تم آج قرآن حکیم کی اس آیت کو سمجھ سکو جس کے متعلق حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اس کی تلاوت آخری زمانہ کے فتنہ سے بچائیگی۔

هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا۔ الذين ضل سعيهم في الحيوٰة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا اولئك الذين كفروا بايٰت ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا۔ (۱۸: ۱۰۴)

تمکو بتلاؤں کہ سب سے زیادہ ناکام و نامراد کام کرنے والے کون ہیں؟ وہ جن کی تمام قوت سعی صرف دنیا کی زندگی سنوارنے ہی میں کھوئی گئی اور جہل حقیقت نے ان میں یہ گھمنڈ پیدا کر دیا کہ وہ بہت ہی خوبیوں کا کام کر رہے ہیں، یہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی نشانیوں اور اس کے رشتہ کو نہ سمجھا اور اُس سے انکار کیا، پس انکا تمام کیا دھرا برباد گیا اور قیامت کے دن انھیں کوئی وزن نصیب نہوگا۔

دوسری جگہ ارباب کفر کے اعمال یہ بتلائے۔

يعلمون ظاهرا من الحيوٰة الدنيا وهم عن الاٰخرة هم غافلون۔

صرف دنیا کی زندگی کا ایک ظاہری پہلو انھوں نے جان لیا ہے اور وہ آخرۃ کے علاقوں سے بالکل غافل ہو گئے ہیں۔

"آخرۃ" سے مقصود یہ نہیں ہے کہ دنیا اور دنیا کے اعمال ترک کر دیئے جائیں بلکہ اس کی عملی تفسیر یورپ کی موجودہ زندگی کو سمجھو جس نے اپنے تئیں صرف دنیا ہی کے لیے وقف کر دیا اور اس کے گھمنڈ میں وہ اللہ اور اُس کے رشتہ کے لیے کوئی وقت اور فکر نہ نکال سکی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے وہ چیز تو حاصل کر لی جس کا نام تمدن رکھا گیا ہے، لیکن وہ شے حاصل نہ کر سکی جو انسان کے لیے امن حقیقی کی راہ اور سلام وسعادت فطری کی صراط مستقیم ہے

صراط مستقیم

تم کہہ سکتے ہو کہ یہ ان انسانوں کا حال ہے جن کی بڑائیاں صرف جسم و مادہ تک محدود تھیں۔ لیکن اگر دنیا کے لیئے اُن کی پیدائش کی یاد میں کوئی تسکین اور راحت نہیں ہے تو وہ ان تمام صفوں سے باہر آجائیگی، اور دنیا کے بڑے بڑے مذہبوں کے دامن میں پناہ لیگی۔ وہ بانیان مذہب کی عظمتوں کا نظارہ کریگی وہ خدا کے رسولوں اور اُس کے پاک پیامیوں کے پیغامبروں کو ڈھونڈھے گی۔ ہاں اگر دنیا ایسا کرے تو یہ فی الحقیقت اُس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہوگا۔ اُس کے دائمی درد اور بیقراریوں کے لیے سکھ اور راحت کی ایک حیات بخش کروٹ ہوگی، اور وہ بلا شبہہ منزل مقصود کو پالیگی۔ قرآن حکیم نے بھی اُس کے دکھ کا یہی علاج بتلایا ہے، اور جبکہ وہ بادشاہوں، قومی پیشواؤں، کاہنوں، اور علم و مذہب کے

جھوٹے مدعیوں کے دامن غدر میں لپٹی ہوئی تھی، تو اُسے وصیت کی کہ وہ سچائی کے رسولوں اور خدا کے داعیوں کی راہ اختیار کرے اور انہیں کی زندگی کو اپنا نصب العین بنائے۔

اھدنا الصراط المستقیم — خدایا تو ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا وہ صراطِ مستقیم جو تیرے صراط الذین انعمت علیہم — نبیوں صدیقوں شہیدوں صالح بندوں کی راہِ عمل ہے،

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میدان میں بھی آکر وہ کونسی زندگی ہے جس کے اعمال دعوۃ کے اندر دنیا کو پیام امن وسعادت مل سکتا ہے؟

تقسیم مذاہب

دنیا میں جو آج بڑے بڑے مذاہب موجود ہیں وہ علم الاقوام کی تقسیم کے مطابق دو قسموں میں منقسم کیے جا سکتے ہیں، ایک سمیاطیقی سلسلہ ہے جس کے ماتحت یہودی اور مسیحی قومیں اب تک دنیا میں باقی ہیں۔ دوسرا آرین سلسلہ ہے جس سے گوتم بدھ اور ہندوستان کے تمام داعیان مذاہب وابستہ ہیں۔

پھر دنیا کے لیے اگر سب سے بڑا رسول یہودی مذہب کی تاریخ میں ہے تو وہ حضرۃ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور اُن کی پیدائش کو سب سے بڑا واقعہ قرار دیگی لیکن اگر اس نے ایسا کرنا چاہا تو اسے یہ سمجھنے کا حق حاصل ہے کہ حضرۃ موسےٰ علیہ السلام کے اعمال حیاۃ میں اپنے لیے پیام امن ڈھونڈھے حضرۃ موسیٰ کی حیاۃ

مقدس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک جابرہ و ظالم گورنمنٹ
کے پنجۂ استبداد سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی، اور اسے غلامی کی ناپاکی سے
نکال کر جو انسانیت کے لیے سب سے بڑی ناپاکی ہے، حکومت اور امن و عزت کی
طہارت تک پہنچا دیا۔

بلاشبہ انہوں نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کی نسل کے لیے بڑا ہی مقدس
جہاد کیا، اور یہ انکا یادگار عالم اسوۂ حسنہ ہے جس کی دنیا کو تقدیس کرنی چاہیئے۔
لیکن سوال یہ ہے کہ انہوں نے تمام دنیا کے لیے کیا کیا؟ دنیا صرف بنی اسرائیل
ہی کا نام نہیں ہے۔ غیر الٰہی عبودیت کی زنجیریں صرف بنی اسرائیل ہی پاؤں میں
نہ تھیں۔ بلکہ کرۂ ارضی کی تمام آبادی کے پاؤں اس کے بوجھ سے زخمی تھے پس
دنیا کے لیے وہی تلوار محبوب ہو سکتی ہے جو صرف فرعون کی ڈالی ہوئی زنجیروں
ہی کو نہ کاٹے، بلکہ دنیا کے تمام فرعونوں کے تخت غرور کو الٹ دے۔

انہوں نے صرف بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی، مگر تمام دنیا غلامی
سے نکلنے کی آرزومند ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام

دوسرا سب سے بڑا اسرائیلی مذہب مسیحی تحریک کا ہے۔ لیکن مسیحی دعوت کی
تعلیم ہمارے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ مسیح سے منسوب قومیں جو کچھ کہیں گی، ہم

انھیں حضرۃ مسیح کے نام سے قبول نہیں کر سکتے۔ حضرۃ مسیح نے کہا کہ میں صرف توراۃ کو قائم کرنے آیا ہوں، خود کوئی نئی دعوۃ نہیں لایا۔ (متی ۵: ۱۷) انہوں نے تصریح کی کہ میرا مشن صرف بنی اسرائیل کی اصلاح تک محدود ہے۔ نیز انہوں نے غیر قوموں میں منادی کرنے سے روکا (۱) اور ہمیشہ اپنے کاموں اور اپنی وصیتوں میں اپنی تعلیم کو اسرائیل کے گھرانے تک ہی محدود رکھا۔ پس در اصل انہوں نے جو کچھ بھی خدمت کرنی چاہیئے، وہ محض بنی اسرائیل نامی ایک مسخ شدہ قوم کی تھی۔ تمام دنیا کے لیے اُن کے پاس کچھ نہ تھا۔

پھر اُن کا ظہور اُس وقت ہوا جب کہ روم کی ظالمانہ حکومت نے شام کے مقدس مرغزاروں کو روند ڈالا تھا، اور بت پرست قوموں کی جابر و مستبد گورنمنٹیں دنیا کے بڑے حصے کو اپنا غلام بنائے ہوئے تھیں، لیکن اُنہوں نے نہ تو اس ظلم و طغیان کے متعلق کچھ کہا، اور نہ اس سے کچھ تعرض کیا۔

پہلی صدی مسیحی کے بعد جسقدر مسیحی قومیں دنیا میں آباد ہوئیں، اُن کو حضرۃ مسیح کی تعلیم و دعوۃ سے کچھ تعلق نہ تھا، اور وہ سر تا سر یونان کے ایک تعلیم یافتہ یہودی پولس کے مذہب کی پیرو تھیں۔ پولس نے تمام حواریان مسیح کے مذہب کے خلاف غیر اسرائیلی انسانوں کو بپتسما دینا شروع کیا، اور اس طرح روم و یونان کے مختلف جزیروں اور دیہاتوں میں ایک نیا گروہ پیدا کر لیا۔ پس اگر دنیا حضرۃ مسیح

کی طرف جھکنا چاہیگی، تو دنیا کو اُن کے کارنامۂ حیات کے لیے بمشکل ایک چوتھائی صدی ہاتھ آئیگی جس کے اندر ان کے تربیت یافتہ حواریوں کے اعمال نظر آسکتے ہیں اور یہ چند سال فضائل و محاسن اخلاق کا کیسا ہی عمدہ نمونہ پیش کریں، لیکن انہیں دنیا کے لیے کوئی عام پیام نجات نہیں ہے۔

پھر اس سے بھی قطع نظر کرو۔ نتائج کی بحث بعد کو آتی ہے، سب سے پہلے دعوۃ اعلان، ادّعاء، اور نفس تعلیم کا سوال ہے۔ دنیا حضرۃ مسیح کی یاد پر کیونکر قناعت کرلے جبکہ خود انہوں نے دنیا کے لیے کچھ نہ کیا، بلکہ ہمیشہ اسے ٹھکرایا، مردود کیا، اور اسکے ساتھیوں کو، اُس کے دوستوں کو، اور اس سے رشتہ رکھنے والوں کو خدا کی بادشاہت کی مہربانی سے محروم بتلایا؟ حتیٰ کہ ایک آخری فتویٰ دیدیا "تم خدا اور دنیا دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے"، (متی ۶ : ۲۵) "اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو"

(متی ۱۹ : ۲۳)

اس سے بھی درگذر کرو، اور اس کی بہتر سے بہتر توجیہ جو کرسکتے ہو کرلو۔ نیز ترک دنیا کی دعوۃ ہی کو حضرۃ مسیح علیہ السلام کی دعوۃ تسلیم کرلو، اور ان تمام قوموں کو جنہوں نے مسیح کے نام پر بپتسما کا پانی اپنے اوپر چھڑکا، مسیحی دعوۃ کا پھل مان لو، لیکن پھر بھی مسیحی تحریک کی پوری تاریخ کا کیا حال ہے؟ جب تک مسیحیت دنیا پر حکمران

رہی، جس وقت تک مسیحی مذہب کا دینی تسلط انسانوں سے اطاعت کراتا رہا، اور جب تک کہ مسیحی راہنماؤں اور خلیفوں کی غلامی سے دنیا نے انحراف نہ کیا تاریخ شاہد ہے کہ اُسوقت تک اسکا وجود دنیا کے لیئے دنیا کے علم و تمدن کے لیئے آبادی و عمران کے لیے، اخلاق و پاکیزگی کے لیئے اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کی فطری حریت اور شرف انسانیۃ کے لیئے ایک بدترین لعنت تھا جس نے جلایا، ویران کیا، مسمار کیا، قتل کیا، جیل خانے بھرے، زبانوں پر مہریں لگائیں، انسانی دماغوں کو معطل کیا، لیکن انسان اور انسانیت کی راستی و ترقی کے لیے چند لمحوں کا بھی ایک دور پیدا نہ کیا۔ مشہور مورخ گیزو، سیدیو، لامارٹے اور ڈریپر، اس بارے میں ہمارے لیے بہترین راوی ہیں۔

لیکن جس وقت سے کہ مسیحیت کی قوۃ نے شکست کھائی تمدن کا غیر دینی دور شروع ہوا، مذہبی جماعتوں اور مذہبی خلافت (پوپ) کے حلقہ غلامی سے یورپ آزاد ہو گیا، تو اُسوقت سے یورپ کے موجودہ تمدن کی بنیاد پڑی اور مسیحی قوموں نے ترقی شروع کی۔

اگر تم کہتے ہو کہ دنیا کے لیے سب سے بڑی عظمت مسیحی مذہب کے بانی میں تھی تو خود اُس کے بانی ہی نے ہمیں معیار حق و باطل بھی بتلا دیا ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" (مرقس ۱۹: ۱۲) پس دنیا اگر مسیحی مذہب کی پیدائش

کے اندر اپنی خوشی کو ڈھونڈ ہے، تو اُس کو انسان کی امن و سلامتی اور فطرۃ کی آزادی و سعادۃ کی جگہ قتل و غارت اور ہلاکت و غلامی کی یادگار کا جشن منانا پڑیگا۔ کیونکہ مسیحیت کے درخت کا صرف یہی پھل ہمارے سامنے ہی۔

پھر کیا دنیا اس کے لیے طیار ہے؟

یہ جو کچھ تھا، مسیحی اقوام کی تاریخ قدیم کی بنا پر تھا، لیکن اگر اسپر گزشتہ دو صدیوں کے واقعات و نتائج کا بھی اضافہ کر دیا جائے جو اقوام یورپ کے اعمال تمدن سے وابستہ ہیں، تو دنیا کی مایوسی اور زیادہ درد انگیز ہو جائے۔

آرین سلسلہ

اس کے بعد مذاہب عالم میں آرین نسلوں کی دعوتیں ہمارے سامنے آتی ہیں لیکن افسوس کہ دنیا کے لیے ان کے پاس بھی کوئی پیام سعادت نہیں، عظیم الشان گوتم بدھ کی تمام تعالیم و وصایا کا ماحصل یہ بتلایا جاتا ہی کہ وہ نجات دنیا کے ساتھ رہکر حاصل نہیں ہوسکتی "پس دنیا کو جن لوگوں نے ٹھکرا دیا، دنیا اُن کے پاس جا کے کیا سکھ حاصل کریگی؟ پھر اس نے جو کچھ بھی بتلایا اور سکھلایا ہو، لیکن قوموں اور ملکوں کے دائرہ ہی میں اس کی دعوۃ محدود رہی۔ ہندوستان میں اُسے شکست ملی تو جاپان اور چین میں جا کر محدود ہوگئی۔ پس زمین اپنی اس مصیبت کے لیے جو قوموں اور ملکوں میں محدود نہیں ہی، عظیم الشان بدھ سے کیا حاصل

کر سکتی ہے؟

ہندوستان کے مذہبی ذخیرۂ تعلیمات اور اُن کی پر اثر قدامت کی وقعت سے ہم انکار نہیں کر سکتے، تاہم دنیا کے لیے اُن کے بانیوں کی عظمت کے اندر کیا خوشی ہو سکتی ہے جب کہ کوہ ہمالہ کی دیواروں اور بحر عرب کی موجوں سے باہر بھی دنیا ہے، مگر ہندوستان کے مذہبی داعیوں نے صرف ہندوستان کے اندر بسنے والوں ہی کو اپنی ھدایتیں سپرد کیں۔

ولادت باسعادت

پس دنیا اگر اپنی نجات کے لیے بیچین ہے تو اُس کے لیے راحت اور تسکین کا پیام صرف ایک ہی ہے اور صرف ایک ہی کی زندگی میں ہے۔ اسکا دکھ ایک ہی ہے اس لیے اس کی شفا کے نسخے بھی ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ اسکا پروردگار ایک ہی جو اپنے ایک ہی آفتاب کو اُس کے خشک و تر پر چمکاتا، اور ایک ہی طرح کی بدلیوں سے اُس کے آباد و ویرانہ کو شاداب کرتا ہے، پس اس کی ہدایت و رحمت کا آفتاب بھی ایک ہی ہے اور گو بہت سے ستارے اُسکی روشنی سے اکتساب نور کرتے ہوں، مگر ان سب کا مرکز و مبدء نورانیت ایک ہی ہے:

قرآن حکیم نے آفتاب کو "سراج" کہا:

وجعلنا سراجا وهاجا (۷۸:۱۳) اور ہم نے آسمان میں سورج کے چراغ کو بڑا ہی روشن بنایا۔

اور اسیطرح اُس کے ظہور کو بھی "سراج" کہا جس کی ہدایت و رحمت کی روشنی تمام کرۂ ارضی کی ظلمتوں کے لیے پیام صبح تھی :-

انا ارسلناک شاھدا ومبشراً ونذیرا، وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا۔
اے پیغمبر اسلام! ہم نے تمکو دنیا کے آگے حق کی گواہی دینے والا، سعادت انسانیۃ کی خوشخبری پھیلانے والا، اللہ کی طرف اُس کے بندوں کو بلانے والا اور دنیا کی تاریکیوں کے لیے ایک چراغ نورانی بنا کر بھیجا۔

پس تمام کرۂ ارضی کی روشنی کے لیے یہی ایک آفتاب ہدایت ہے جسکی عالم تسخیر کرنوں کے اندر دنیا اپنی تمام تاریکیوں کے لیے نور بشارت پا سکتی ہے اور اس لیے صرف وہی ایک ہے جس کے طلوع کے پہلے دن کو دنیا کبھی نہیں بھلا سکتی اور اگر اس نے بھلا دیا ہے تو وہ وقت دور نہیں جب اُسے کامل عشق و شیفتگی کے ساتھ صرف اسی کے آگے جھکنا پڑیگا، اور اسی کو اپنا کعبۂ اُمید بنانا پڑیگا۔

عالمگیر پیام

اس مقدس پیدائش نے دنیا میں ظاہر ہو کر یہ نہیں کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے آیا ہوں، بلکہ اُس نے کہا کہ تمام عالم انسانیت کو غیر الٰہی غلامیوں سے نجات دلانا میرا مقصد ظہور ہے۔ اسنے صرف اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ رونق ہی سے عشق نہیں کیا، بلکہ تمام عالم

کی اُجڑی ہوئی بستی پر غمگینی کی، اور اُن کی دوبارہ رونق و آبادی کا اعلان کیا۔ اس نے اُس خدا کی محبتوں کی طرف دعوت نہیں دی جو صرف سینا کی چوٹیوں یا ہمالہ کی گھاٹیوں میں بستا ہے، بلکہ اُس رب العالمین کی طرف بلایا جو تمام نظام ہستی کا پروردگار ہے اور اس لیے تمام کائنات عالم کو اپنی طرف بلا رہا ہے ہم کو دنیا میں سکندر ملتا ہے جس نے تمام عالم کو فتح کرنا چاہا تھا لیکن ہم دنیا کی پوری تاریخ میں خدا کے کسی رسول کو نہیں پاتے جس نے تمام عالم کی ضلالتوں اور تاریکیوں کے خلاف اعلان جہاد کیا ہو۔ اسکا صرف ایک ہی اعلان ہے جو آغاز خلقت سے ابتک کیا گیا ہے۔ اور اس لیے اگر دنیا نسلوں، قوموں، اور رقبوں کا نام نہیں ہے بلکہ مخلوقات الٰہی کی اُس پوری نسل کا نام ہے جو کرّہ ارضی کی پیٹھ پر بستی ہے، تو وہ مجبور ہے کہ ہر طرف سے مایوسی کی نظریں ہٹا کر صرف اس ایک ہی اعلان عام کے آگے جھک جائے اور صرف اسی کی پیدائش کے دن کو اپنی عمر کا سب سے بڑا دن یقین کرے:۔

تبارك الذی نزل الفرقان کیا ہی پاک اور برکتوں کا سرچشمہ ہے ذات اُس کی علی عبدہ لیکون للعالمین جس نے اپنے برگزیدہ بندہ پر الفرقان نازل کیا تاکہ نذیرا (۲۵ : ۱)۔ وہ قوموں اور ملکوں ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام عالموں کی ضلالت کے لیے ڈرانے والا ہو!۔

دنیا میں جسقدر داعیان حق و صداقت کے اعلانات موجود ہیں، اگر دنیا اُن کو بھلا دیگی تو یہ صرف قوموں اور ملکوں کی سعادت کی فراموشی ہوگی کیونکہ اس سے زیادہ اُنھوں نے کچھ نہ کہا۔ لیکن اگر ربیع الاول کو اس نے بھلا دیا، تو یہ تمام کرۂ ارضی کی نجات کو بھلا دینا ہوگا، کیونکہ ربیع الاول کی رحمت کسی ایک سرزمین کے لیے نہیں بلکہ تمام عالمین کے لیے تھی۔

قدوسیت کبریٰ

آں راز کہ در سینہ نہانست نہ وعظ است
بر دار تواں گفت، نہ منبر تواں گفت

عزیزانِ ملت! ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لیے جشن و مسرت کا ایک پیغام عام ہوتا ہے۔ کیونکہ تم کو یاد آجاتا ہے کہ اسی مہینے کے ابتدائی ہفتوں میں خدا کی رحمت عامّہ کا دنیا میں ظہور ہوا، اور اسلام کے داعی برحق کی پیدائش سے دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کی گئیں صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور ہو جاتے ہو، تمہارے اندر خدا کے رسول برحق کی محبت و شیفتگی ایک بیخودانہ جوش و محویت پیدا کر دیتی ہے۔

تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد میں، اُسی کے تذکرہ میں، اور اُسی کی محبت کی لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو!

تم اس کے ذکر و فکر کی مجلسیں منعقد کرتے ہو، ان کی آرائش و زینت میں اپنی محنت و مشقت کی کمائی بے دریغ لٹاتے ہو، خوشبودار اور تر و تازہ پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو، کافوری شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقی روشنی کے بکثرت کنول روشن کرتے ہو، عطر و گلاب کی مہک اور اگر کی بتیوں کا بخور جب ان مجلس کو اچھی طرح معطر کر دیتا ہے، تو اُسوقت مدح و ثنا کے زمزموں اور درود و سلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کی یاد کو ڈھونڈھتے ہو، اور بسا اوقات تمہاری آنکھوں کے آنسو اور تمہارے پُر محبت دلوں کی آہیں اس کے اسم مبارک سے والہانہ عشق کرتیں اور اُس کے عشق سے حیات روحانی حاصل کرتی ہیں!

پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لیے رب السماوات والارض کے محبوب کو چُنا! اور کیا پاک و مطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین و رحمۃ اللعالمین کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنج ہوئیں!

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند!

انھوں نے اپنے عشق و شیفتگی کے لیے اُس کی محبوبیت کو دیکھا، جس کو خود خدا نے اپنی چاہتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا، اور ان کی زبانوں نے اُسکی مدح و ثنا کی، جس کی مدح و ثنا میں خود خدا کی زبان، اس کے ملائکہ اور قدوسیوں کی زبان، اور کائنات ارضی کی تمام پاک روحوں اور سعید ہستیوں کی زبان اُن کی شریک و ہم نوا ہے: ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی، یا ایھا الذین امنوا، صلوا علیہ وسلموا تسلیما (۳۳: ۵۶)

کائنات ہستی کی محبوبیت اعلیٰ

بلا شبہ محبّت نبوی اور عشق محمدی ؐ کے یہ پاک ولولے اور یہ مخلصانہ ذوق وشوق تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے، اور تم اپنے ان پاک جذبات کی جتنی بھی حفاظت کرو کم ہے۔ تمہارا یہ عشق الٰہی ہے، تمہاری یہ محبت ربّانی ہے، تمہاری یہ شیفتگی انسانی سعادت اور راست بازی کا سرچشمہ ہے، تم اُس وجود مقدس و مطہر کی محبّت رکھتے ہو جس کو تمام کائنات انسانی میں سے تمہارے خدا نے ہر طرح کی محبوبیتوں اور ہر قسم کی محمودیتوں کے لیے چُن لیا، اور محبوبیتہ عالم کا خلعت اعلیٰ صرف اُسی کے وجود اقدس پر راست آیا۔ کرۂ ارضی کی سطح پر انسان کیلیے بڑی سے بڑی بات جو کہی جاسکتی ہے، زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مدح و ثنا جو کی جاسکتی ہے، غرض کہ انسان کی زبان انسان کیلیے

جو کچھ کہہ سکتی اور کر سکتی ہے وہ سب کا سب صرف اسی ایک انسان کامل و اکمل کے لیے ہے، اور اُسکا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں:

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

وللہ در ما قال

عبارا تنا شتی وحسنک واحد وکل الی ذاک الجمال یشیر

وحدہ لاشریک

خدا کی الوہیت و ربوبیت جسطرح وحدہٗ لاشریک ہے کہ کوئی ہستی اُس کی شریک نہیں، اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیۃ اعلیٰ اور عبدیت کبریٰ بھی وحدہٗ لاشریک ہے، کیونکہ اُس کی انسانیت و عبدیت میں کوئی اُسکا ساجھی نہیں یا اور اُس کے حسن و جمال فردانیت کا کوئی شریک نہیں:

مُنزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں تم دیکھتے ہو کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا، وہاں اُن سب کو اُن کے ناموں سے پکارا ہے اور اُن کے واقعات کا بھی ذکر کیا ہے تو اُن کے ناموں کے ساتھ کیا ہے لیکن اس

انسان کامل، اس فرد اکمل، اس صفات عبدیتہ کے وحدہٗ لاشریک کا اکثر مقامات میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ نہ تو اُس کا نام لیا گیا، نہ ہی کسی دوسرے وصف سے نامزد کیا گیا، بلکہ صرف "عبد" کے لفظ سے اُس کے پروردگار نے اُسے یاد فرمایا

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ کیا پاک ہے وہ خداوند قدوس جس نے ایک رات اپنے "عبد" کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی۔

سورۂ جن میں فرمایا۔

وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا۔ اور جب اللہ کا بندہ (عبد) تبلیغ حق کے لیے کھڑا ہوتا ہے تاکہ اللہ کو پکارے تو کفار اُس کو اس طرح گھیر لیتے ہیں گویا قریب ہے کہ اُس پر آ گرینگے۔

سورہ کہف کو اس آیت سے شروع کیا۔

الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہٖ الکتاب۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے "عبد" پر کتاب اُتاری۔

سورۂ فرقان کی پہلی آیت ہے۔

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا کیا ہی پاک ذات ہے اُسکی جس نے "الفرقان" اپنے "عبد" پر اُتارا تاکہ وہ تمام عالم کی ضلالتوں کیلیے ڈرانیوالا ہو۔

اسی طرح سورۂ نجم میں فرمایا: فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ۔ سورۂ حدید میں

فرمایا: ینزل علیٰ "عبدہ" آیات۔ پس ان تمام مقامات میں آپ کا اسم گرامی نہیں لیا، بلکہ اس کی جگہ صرف "عبد" فرمایا۔ حالانکہ بعض دیگر انبیاء کے لیے اگر عبد کا لفظ فرمایا ہی تو اس کے ساتھ نام کی تصریح بھی کر دی ہے۔ سورۂ مریم میں حضرۃ ذکریا کے لیے فرمایا: ذکر رحمۃ ربّک عبدہٗ ذکریا۔ سورۂ ص میں فرمایا: واذکر عبدنا داؤد۔ نیز: واذکر عبدنا ایوب

اس خصوصیت و امتیاز سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود الٰہی تھا کہ اس وجود گرامی کی عبدیت و بندگی اس درجۂ آخری اور مرتبۂ قصویٰ تک پہنچ چکی ہے جو انسانیۃ کی انتہا ہے اور جس میں اور کوئی عبد اس عبد کامل کا شریک و سہیم نہیں۔ پس عبدیۃ کا فرد کامل وہی ہی، اور اس لیے بغیر اضافت و نسبت کے صرف "عبد" کا لقب اُسکو ناموں اور علموں کی طرح بھیجوا دیتا ہے۔ کیونکہ تمام کائنات ہستی میں اُس کا سا کوئی عبد نہیں۔

پس یہ وہ تھا کہ اس کے صفات الٰہیہ کا یہ حال ہی اُس کی انسانیۃ وعبدیۃ کی وحدۃ اس طرح فرمانفرمائے جمیع کائنات ہی، اس کی محبت و محبوبیت کا خود ربّ السماوات والارض نے اعلان کیا اور اُس کی رحمت کو اپنی ربوبیت کی طرح تمام عالمین پر محیط کر دیا، اُس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات رافت و رحمت سے متصف فرمایا، اور اگر اپنے آپ کو الرحمٰن الرحیم کہا تو اُسے بھی بالمومنین رؤف الرحیم

قرار دیا۔ اسکو تمام قرآن حکیم میں کبھی بھی نام لیکر نہ پکارا، بلکہ کبھی صدائے عزت سے نوازا کہ یا ایھا الرسول اور کبھی طرزِ محبت سے پکارا کہ یا ایھا المزمل اسکے وجود کی عزت و عظمت کو اپنی عزت کی طرح اپنے بندوں پر فرض کر دیا اور جا بجا حکم دیا کہ تعزروہ و توقروہ (اس کی عزت کرو اور اُسکی توقیر بجا لاؤ) پھر وہ کہ اس کی محبوبیتوں اور عظمتوں کا یہ حال تھا کہ اسکا وجود مقدس و اطہر تو بڑی چیز ہے وہ جس آبادی میں بسا اور جس شہر کی گلیوں میں چلا پھرا، اُسکی عزت کو بھی خدائے زمین و آسمان نے تمام عالم میں نمایاں کیا:

لا اقسم بھذا البلد ہم مکہ کی قسم کھاتے ہیں مگر اس لیے کہ تیرا وجود اُس کی وانت حل بھذا البلد سرزمین میں رہا اور بسا ہے!

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا

وللناس فیما یعشقون مذاھب

پس جس کی قدوسیت و جبروتیت کا یہ مرتبہ ہو اُس کی یاد میں جتنی گھڑیاں بھی کٹ جائیں اُس کے عشق میں جتنے آنسو بھی بہہ جائیں اُس کی محبت میں جتنی دل بھی نکل جائیں اور اُس کی مدح و ثنا میں جسقدر بھی زبانیں زمزمہ سرا ہوں، انسانیت کا حاصل، روح کی سعادت، دل کی طہارت، زندگی کی پاکی اور ربانیت والٰہیت کی بادشاہی ہے۔ وللہ درما قال:

راہ تو بہر قدم کہ پویند خوش است
وصل تو بہر سبب کہ جویند خوش است
روے تو بہر دیدہ کہ بینند نکوست
نام تو بہر زباں کہ گویند خوش است

جشن حصول و ماتم ضیاع

لیکن جب کہ تم اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھ کرتے ہو، اور اس ماہ کے واقع
کی یاد میں خوشیاں مناتے ہو، تو اُس کی مسرتوں کے اندر تمھیں کبھی اپنا وہ ماتم
آتا ہے جس کے بغیر اب تمہاری کوئی خوشی نہیں ہو سکتی؟ کبھی تم نے اس حقیقت
بھی غور کیا ہے کہ یہ کس کی پیدائش ہے جس کی یاد کے لیے تم سروسامان جشن کرتے
یہ کون تھا جس کی ولادت کے تذکرہ میں تمہارے لیے خوشیوں و مسر
ایسا عزیز پیام ہے؟

آہ! اگر اس مہینہ کی آمد تمہارے لیے جشن و مسرت کا پیام ہے، کیونکہ اس
میں وہ آیا جس نے تم کو سب کچھ دیا تھا، تو میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کسی
میں ماتم نہیں، کیونکہ اس مہینہ میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا، وہ سب
ہم نے کھو دیا۔ اس لیے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے، تو
طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہو جانا چاہیئے۔

ماخانہ رمیدگانِ ظلمیم
پیغامِ خوشش از دیارِ مانیست

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو، مگر تمھیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو، مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈھتے؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو، مگر آہ، تمھارے اعمالِ حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو، مگر آہ تمہاری غفلت، کہ تمہاری عظمتِ اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشامِ روح یکسر محروم ہے! کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں، تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لیے دنیا کچھ نہ سنتی، مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمہاری دل کی بستی نہ اجڑتی، تمہارا طالعِ خفتہ بیدار ہوتا، اور تمہاری زبانوں سے نہیں مگر تمھارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنۂ نبوی کی مدح و ثنا کے ترانے اٹھتے: فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التى في الصدور:-

مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ تو نہ مر جائے   کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

پھر آہ وہ قوم، اور صد آہ اس قوم کی غفلت و نادانی، جس کیلیے ہر جشن و مسرت میں پیام ماتم ہے، اور جس کی حیات قومی کا ہر قہقہۂ عیش فغان حسرت ہوگیا ہے، مگر نہ تو ماضی کی عظموں میں اس کے لیے کوئی منظر عبرت ہی، نہ حال کے واقعات و حوادث میں کوئی پیام تنبیہ و ہوشیاری ہے۔ اور نہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کسی روشنی کو اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کامجوئیوں اور جشن و مسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں، حالانکہ اس کے جشن و طرب کے ہر ورود میں ایک نہ ایک پیام ماتم و عبرت بھی رکھدیا گیا ہی۔ بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں، کان سُنیں، اور دل کی دانائی غفلت و سرشاری نے چھین نہ لی ہو۔ وان فی ذٰلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السّمع وھو شہید !

ظہور و مقصد ظہور

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لیے جشن و مسرّت کا پیام اس لیے تھا کہ اسی مہینہ میں خدا کا وہ فرمان رحمت دنیا میں آیا جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت و حرمانی کا موسم بدلدیا، ظلم و طغیان اور فساد و عصیاں کی تاریکیاں مٹ گئیں، خدا اور اُس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑگیا، انسانی اُخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کردیا، اور کلمۂ کفر و ضلالت کی جگہ کلمۂ حق و عدالت کی پادشاہت کا اعلان عام ہوا۔

لقد جاء کم من اللہ نور و ّ اللہ کی طرف سے تمھاری جانب ایک نور ہدایت اور کتاب مبین یھدی بہ اللہ کتاب مبین آئی۔ اللہ اس کے ذریعہ اپنی رضا چاہنے من اتبع رضوانہ سبل السلام والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت فرماتا اور اُن کے آگے صراط مستقیم کو کھولتا ہے۔

لیکن دنیا شقاوت و حرمانی کے درد سے پھر دکھیا ہو گئی، انسانی شر و فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لیے پھیل گئی، سچائی اور راستبازی کی کھیتیوں نے پامالی پائی، اور انسانوں کے بے راہ گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لیے تھی، غیروں کو دیدی گئی اور اُس کے کلمۂ حق و عدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اُسکی سطح خالی ہو گئی۔ ظھر الفساد فی البر والبحر زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان کی پیدا کی ہوئی بما کسبت ایدی الناس! شرارتوں سے فساد پھیل گیا اور زمین کی صلاح و فلاح غارت ہو گئی۔

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو پر اُس کے ظہور کے مقصد سے غافل ہو گئے ہو۔ اور وہ جس غرض کے لیے آیا تھا، اُس کے لیے تمھارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمھارے لیے خوشیوں کی بہار ہے تو صرف اس لئے کہ

اسی مہینہ میں دنیا کی خزان ضلالت ختم ہوئی اور کلمۂ حق کا موسم ربیع شروع ہوا پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو انھیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے۔

آتشیں شریعت

اس موسم کی خوشیاں اس لیے تھیں کہ اسی میں اللہ کی عدالت کی وہ "آتشیں شریعت" کوہ فاران پر نمودار ہوئی جس کی سعیر کی چوٹیوں پر صاحب تورات کو خبر دی گئی تھی، اور جو مظلومی کے آنسو بہانے، مسکینی کی آہیں نکالنے ذلت و نامرادی سے ٹھکرائے جانے کے لیے دنیا میں نہیں آئی تھی، بلکہ اس لیے آئی تھی کہ اعدائے حق و عدالت ناکامی کے آنسو بہائیں، دشمنان الٰہی مسکینی کیلئے چھوڑ دیے جائیں، ضلالت و شقاوت نامرادی و ناکامی کی ذلت سے ٹھکرائی جائے، اور سچائی و راستی کا عرش عظمت و اجلال نصرۃ الٰہی کی کامرانیوں واقبال و فیروزی کی فتحمندیوں کے ساتھ تمام کائنات ارضی میں اپنی جبروتیت و قدوسیت کا اعلان کرے۔ پس وہ اللہ کے ہاتھ کی چمکائی ہوئی ایک تلوار تھی جس کی ہیبت و قہاریت نے باطل پرستی کی تمام طاقتوں کو لرزا دیا اور کلمۂ حق کی بادشاہت اور دائمی فتح کی دنیا کو بشارت سنائی۔

هوالذی ارسل وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو دنیا کی سعادت کے
رسولہ بالھدی قیام اور ضلالت کی مقہوریت کے لیے دین حق کے ساتھ
ودین الحق لیظہرہ بھیجا تاکہ وہ تمام دینوں پر اسے غالب کر دے پس اس کی
علی الدین کلہ حقانیت کی طاقت ہی آخر میں آئی اور عام فتح پانیوالی
ولوکرہ المشرکون۔ ہے اگرچہ مشرکوں پر ایسا ہونا بہت ہی شاق گذرے۔

وہ ذلت کا زخم نہ تھا بلکہ نامرادی کا زخم لگانے والا ہات تھا، وہ مظلومی کی تڑپ نہ تھی بلکہ ظلم کو تڑپانے والی شمشیر تھی، وہ مسکینی کی بیقراری نہ تھی، بلکہ دنیا کو بیقرار کرنے والوں نے اس سے بیقراری پائی، وہ درد و کرب کی کروٹ نہ تھی بلکہ درد و کرب میں مبتلا کرنیوالوں کو اس سے بے چینی کا بستر ملا۔ وہ جو کچھ لایا اسمیں غمگینی کی چیخ نہ تھی، ماتم کی آہ نہ تھی، ناتوانی کی بے بسی نہ تھی، اور حسرت و مایوسی کا آنسو نہ تھا، بلکہ یکسر شادمانی کا غلغلہ تھا، جشن و مراد کی بشارت تھی، کامیابی و عیش فرمائی کی بہار تھی، طاقت اور فرمان فرمائی کا اقبال تھا، امید و یقین کا خندۂ عیش تھا، زندگی اور فیروزمندی کا پیکر و تمثال تھا، فتح مندی کی ہمیشگی تھی، اور نصرۃ و کامرانی کی دائمی

ان الذین قالوا ربنا اللہ اللہ کے وہ صالح بندے جنھوں نے دنیا کی تمام طاقتوں
ثم استقاموا تتنزل علیھم سے کٹ کر کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور اسکے سوا کوئی

الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ اللتی کنتم توعدون۔ نحن اولیائکم فی الحیوٰۃ الدنیا والاخرۃ ولکم فیہا ما تشتھی انفسکم ولکم ما تدعون۔

نہیں پھر ساتھ ہی اس پر جم گئے اور ثابت قدمی کیا تھ اپنی خدا پرستی کو قائم کیا سو یہ وہ لوگ ہیں کہ کامرانی اور فتحمندی کے لیے خدا نے ان کو چن لیا ہے، وہ اپنی ملائکہ نصرت کو ان پر بھیجتا ہے جو ہر دم پیام شادمانی و کامیابی پہنچاتے ہیں کہ نہ تو تمھارے لیے خوف ہے اور نہ کسی طرح کی غمگینی۔ دنیا کی زندگی میں بھی تم خدا کی نصرۃ وحمایت سے فتحمند وکامیاب ہوگے اور آخرۃ میں بھی خدا کی مہربانیوں سے بامراد۔ اللہ کی تمام نعمتیں صرف تمہارے ہی لیے ہیں، تم جو نعمت چاہوگے تمھیں ملیگی اور جس چیز کو پکاروگے پاؤگے۔

لا تہنوا ولا تحزنوا

کیونکہ وہ جو ربیع الاول میں آیا، اس نے کہا کہ غم اور ناکامی ان کے لیے ہونی چاہیئے جن کے پاس کامیابی اور نصرۃ بخشنے والے کا رشتہ نہیں ہے، پر وہ جو جنھوں نے تمام انسانی اور دنیاوی طاقتوں سے سرکشی کر کے صرف خدا کی قدوس طاقت کے ساتھ وفاداری کی، اور اس ذات کو اپنا دوست بنا لیا جو ساری خوشیوں کا دینے والا

اور تمام کامیابیوں کا سرچشمہ ہے، تو وہ کیونکر غمگینی پا سکتے ہیں، اور خدا کے دوستوں کے ساتھ اس کی زمین میں کون ہے جو دشمنی کر سکتا ہے۔

ذلک بان اللہ مولی الذین اٰمنوا اسلیئے کہ اللہ مومنوں کا دوست اور حامی ہے مگر وان الکافرین لامولیٰ لھم (۴۷: ۱۲) کافروں کا نہیں جنہوں نے اُس سے انکار کیا

جن پاک روحوں نے خدا کی سچائی اور کلمہ حق و عدل کی خدمت گذاری کیلیئے اپنے آپ کو وقف کر دیا، وہ کسی سے نہیں ڈر سکتے، البتہ اُن کی ہیبت اور قہاریت سے دنیا کو ڈرنا چاہیئے۔

فلا تخافوا ھم وخافون ان دشمنان حق کی شیطانی ہیبتوں سے نہ ڈرو، کنتم مومنین (۳: ۱۷۰) ۔ اللہ سے ڈرو اگر فی الحقیقت تم مومن ہو۔

دنیا میں متضاد سے متضاد اجزا باہم جمع ہو سکتے ہیں۔ آگ اور پانی ممکن ہے کہ ایک جگہ جمع ہو جائیں، شیر اور بکری ہو سکتا ہے کہ ایک گھاٹ سے پانی پی لیں لیکن خدا کا "ایمان"، اور "انسان کا خوف"، یہ دو چیزیں ایسی متضاد ہیں جو کبھی بھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں، اور ایک بدبخت ایمان الٰہی کا دعوی کر کے انسان کے ڈر سے بھی کانپ رہا ہے، تو تم اُسے اُن کنکروں اور پتھروں کی طرح ٹھکرا دو جو انسان کی راہ میں لڑھکر آجاتے ہیں، تاکہ دوڑنے والوں کے لیے ٹھوکر بنیں، کیونکہ وہ ایمان کے یقین سے محروم ہے۔

لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین — نہ ہراساں ہوا ور نہ غمگین ہو، تمھیں سب پر غالب آنے والے ہو اگر تم سچے مومن ہو۔

الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ — یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ کے دوست اور اس کے چاہنے والے ہیں، اُنکے لیے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ کبھی وہ غمگین ہوں گے۔

استبدال نعمت

لیکن آج جب کہ تم عید میلاد کی مجلسیں منعقد کرتے ہو، تو تمہارا کیا حال ہے؟ وہ تمھاری دولت کہاں ہے جو تمھیں دی گئی تھی؟ وہ تمھاری نعمت کامرانی کدھر گئی جو تمھیں سونپی گئی تھی؟ وہ تمھاری روح حیات کیوں تمھیں چھوڑ کر چلی گئی، جو تم میں پھونکی گئی تھی؟ آہ! تمھارا خدا تم سے کیوں روٹھ گیا؟ اور تمھارے آقا نے کیوں تم کو صرف اپنی ہی غلامی کے لیے نہ رکھا؟ کیا ربیع الاول کے آنے والے نے خدا کا وعدہ نہیں پہنچایا تھا کہ عزت صرف تمھارے ہی لیے ہے؟ اور اس دولت کا اب زمین پر تمھارے سوا کوئی وارث نہیں؟

ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لایعلمون۔ — عزت اللہ کے لیے ہے، اُس کے رسول کے لیے، اور مومنوں کے لیئے لیکن جن کے دل نفاق سے کھوٹے گئے وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے

پھر یہ کیا انقلاب ہے کہ تم ذلّت کے لیے چھوڑ دیے گئے ہو، اور عزت نے تم سے موںھ چھپا لیا ہے؟ کیا خدا کا وعدۂ نصرۃ تم تک نہیں پہنچا یا گیا تھا کہ:

وکان حقا علینا نصر المومنین (۳۰: ۴۷) مسلمانوں کو نصرۃ اور فتح دینا ہمارے لیے ضروری ہے یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ ہم غیروں کو فتحیاب کریں اور مومن ناکام رہجائیں۔

پھر یہ کیوں ہے کہ تم نے کامیابی نہ پائی اور کام و مراد نے تمھارا ساتھ چھوڑ دیا کیا خدا کا وعدہ سچا نہ تھا؟ اور کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں؟ تم جو انسانوں کے وعدوں پر ایمان رکھتے اور اُن کے حکموں کے آگے گرنا جانتے ہو، خدا کے وعدۂ لایخلف المیعاد کے لیے اپنے اندر ایمان کی کوئی صدا نہیں پاتے؟ آہ! نہ تو اُس کا وعدہ جھوٹا تھا اور نہ اُس نے اپنا رشتہ توڑا، مگر تم ہی ہو، تمھاری ہی محرومی بیوفائی ہے، تمھارے ہی ایمان کی موت اور زر پرستی کی حرمانی ہے، جس نے اپنے پیمان وفا کو توڑا اور خدا کے مقدس رشتہ کی عزت کو اپنی غفلت و بداعمالی اور غیروں کی پرستش و بندگی سے بٹہ لگایا:

ذٰلک بان اللہ لم یک مغیرا	اس لیے کہ خدا کبھی کسی قوم کی نعمت کو محرومی
نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتیٰ	سے نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود ہی اپنے
یغیروا ما بانفسھم وان اللہ	اندر تبدیلی نہ کر دے اور وہ اپنے بندوں کے لیے

لیس بظلام للعبید (۸ : ۵۵)　　ظالم نہیں ہی کہ اُن کو بغیر جُرم کے سزا دے۔

خدا اب بھی غیروں کے لیے نہیں بلکہ صرف تمھارے ہی لیے ہی، بشرطیکہ تم بھی غیروں کے لیے نہیں بلکہ صرف خدا ہی کے لیے ہو جاؤ۔

ان تنصروا اللّٰہ، ینصرکم　　اگر تم خدا کے کلمۂ حق کی مدد کروگے تو اللہ بھی تمھاری ویثبت اقدامکم۔　　مدد کریگا اور تمھارے اندر ثابت قدمی اور مضبوطی پیدا کردیگا۔

یادگار حرّیت

تم ربیع الاوّل میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعویٰ رکھتے ہو، اور مجلسیں منعقد کرکے اس کی مدح و ثنا کی صدائیں بلند کرتے ہو، لیکن تمھیں کبھی بھی یہ یاد نہیں آتا کہ جسکی یاد کا تمھاری زبان دعوی کرتی ہی، اُس کی فراموشی کے لیے تمھارا ہر عمل گواہ ہی؟ اور جس کی مدح و ثنا میں تمھاری صدائیں زمزمہ سرا ہوتی ہیں، اُسکی عزّت کو تمھارا وجود بٹہ لگا رہا ہی؟ وہ دنیا میں اس لیے آیا تھا تاکہ انسانوں کو انسانی بندگی سے ہٹا کر صرف اللہ کی عبودیت کی صراط مستقیم پر چلائے، اور غلامی کی اُن تمام زنجیروں سے ہمیشہ کے لیے نجات دلادے جن کے بڑے بڑے بوجھل حلقے انھوں نے اپنے پاؤں میں ڈال لیے تھے۔

یضع اصرھم والاغلال　　پیغمبر اسلام کے ظہور کا مقصد یہ ہی کہ گرفتاریوں اور التی کانت علیھم　　بندشوں سے انسان کو نجات دلائے اور غلامی کے جو

طوق اُنھوں نے اپنی گردنوں میں پہن رکھے ہیں ان کے بوجھ سے رہائی بخشے۔

اُس نے کہا کہ اطاعت صرف ایک ہی کی ہے اور حکم و فرمان صرف ایک ہی کے لیے سزاوار ہے:-

اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہ - حکم و طاقت کسی کے لیے نہیں ہے مگر صرف اللہ کے لیے -!

اس نے سب سے پہلے انسان کو اُس کی چھنی ہوئی آزادی و حریت واپس دلائی اور کہا کہ مومن نہ تو بادشاہوں کی غلامی کے لیے ہے نہ کاہنوں کی اطاعت کے لیے، نہ کسی اور انسانی طاقت کے آگے جھکنے کے لیے، بلکہ اُس کے سر کے لیے ایک ہی چوکھٹ، اُس کے دل کے لیے ایک ہی عشق، اُس کے پاؤں کے لیے ایک ہی زنجیر اور اُس کی گردن کے لیے ایک ہی طوق اطاعت ہے۔ وہ جھکتا ہے تو اُسی کے آگے، روتا ہے تو اُسی کے لیے، اعتماد کرتا ہے تو اُسی کی ذات پر، ڈرتا اور لرزتا ہے تو اُسی کی ہیبت سے، اُمید کرتا ہے تو اُسی کی رحمت پر۔ وہ مشرک نہیں ہے کہ خدا کی طرح انسانوں کو بھی ہیبت اور قہاریت کی صفت بخشے۔

اربابٌ متفرقون خیر   پرستش اور غلامی کے لیے کئی اک معبود بنا لینا اچھا یا
ام اللہ الواحد القہار؟   ایک ہی خدائے واحد و قہار کا ہو رہنا؟ یہ جو تم نے اپنی
ما تعبدون من دونہ   بندگی کے لیے بہت سی چوکھٹیں بنا رکھی ہیں، تو بتلاؤ؟
الا اسماء سمّیتموھا انتم   کہ ان کی ہستی بجز اس کے کیا ہے کہ چند وہم ساز نام ہیں جو

وآباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان۔ ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون

تم نے اور تمھارے بڑوں نے اپنی گمراہی سے گڑھ لیے اور بدعت کی ضلالت و رسم پرستی نے اُنکے اندر مصنوعی ہیبت و مرعوبیت پیدا کردی۔ حالانکہ خدا نے نہ تو اُنکے اندر کوئی طاقت رکھی اور نہ اُن کی معبودیت و محبوبیت کے لیے کوئی حکم اُتارا۔ یقین کرو کہ تمھاری غلامی کے یہ تمام مصنوعی بُت کچھ بھی نہیں ہیں۔ حکم و سلطانی، دنیا میں نہیں ہے مگر صرف اللہ کے لیے، اُس نے حکم دیا کہ پرستش نہ کرو مگر صرف اُسی کی۔ یہی انسان کی فطرۃ صالحہ کی راہ ہے اور اس لیے یہی دین قیم ہے۔

اور دیکھو کہ اس نے انسان کی حرّیت صادقہ اور آزادی حق کو کس طرح مثالوں کی دانائی میں سمجھایا:۔

ضرب اللہ مثلا: عبداً مملوکا لا یقدر علی شیٔ، ومن رزقناہ منا رزقاً حسناً فھو ینفق منہ سراً وجھراً، ھل یستون؟ (۷۷:۱۶)

اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ یوں فرض کرو کہ ایک شخص ہے، جو کسی دوسرے انسان کا غلام ہے۔ خود اُسے کوئی اختیار حاصل نہیں۔ وہ اپنی کسی چیز پر باوجودیکہ اُسی کی ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا آزاد و خودمختار انسان ہے جس پر کسی انسان کی حکومت نہیں، اُسے اپنی ہر چیز پر قدرت و اختیار حاصل ہے اور

جو کچھ خدا نے دیا ہے وہ اُسے ظاہر و پوشیدہ، جس طرح چاہتا ہے بے دھڑک خرچ کرتا ہے، تو کیا یہ دونوں آدمی ایک ہی طرح کے ہوئے؟ کیا دونوں کی حالت میں کوئی فرق نہیں؟ اگر فرق ہے تو پھر وہ کہ اُسکا مالک صرف خدا ہی ہے، اور وہ کہ اُسکے گلے میں انسانوں کی اطاعت کے طوق پڑے ہوئے ہیں، دونوں ایک طرح کے کیسے ہو سکتے ہیں۔

پس اگر ربیع الاول کا مہینہ دنیا کے لیے خوشی و مسرّت کا مہینہ تھا تو صرف اس لیے کہ اسی مہینہ میں دنیا کا وہ سب سے بڑا انسان آیا جس نے مسلمانوں کو اُنکی سب سے بڑی نعمت یعنی خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی" عطا فرمائی، اور اُسکو اللہ کی خلافت و نیابت کا لقب دیکر خدا کی ایک پاک و محترم امانت ٹھہرایا۔ پس ربیع الاول انسانی حریت کی پیدائش کا مہینہ ہے، غلامی کی موت اور ہلاکت کی یادگار ہے، خلافت الٰہی کی بخشش کا اولیں یوم ہے، وراثت ارضی کی تقسیم کا اولیں اعلان ہے۔ اسی ماہ میں کلمۂ حق و عدل زندہ ہوا، اور اسی میں کلمۂ ظلم و فساد اور کفر و ضلالت کی لعنت سے خدا کی زمین کو نجات ملی۔

لیکن آہ تم کہ اس ماہ حرّیت کے ورود کی خوشیاں مناتے ہو، اور اس کے لیے ایسی طیاریاں کرتے ہو، گویا وہ تمھارے ہی لیے اور تمھاری ہی خوشیوں کے لیے آیا ہے، خدارا مجھے بتلاؤ کہ تم کو اس پاک اور مقدس یادگار کی خوشی [illegible]

حق ہے؟ کیا موت اور ہلاکی کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ زندگی اور روح کا اپنے کو ساتھی بنائے؟ کیا ایک مردہ لاش بھی دنیا کی عقلیں بھی ہسنیگی اگر وہ زندوں کی طرح زندگی کو یاد کریگی؟ ہاں یہ سچ ہے کہ آفتاب کی روشنی کے اندر دنیا کے لیے بڑی ہی خوشی ہو لیکن ایک اندھے کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والوں کی طرح خوشیاں منائے؟

پھر تم بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ تم غلاموں کا ایک گلہ ہو جس نے اپنے نفس کی غلامی، اپنی خواہشوں کی غلامی، ماسوی اللہ رشتوں کی غلامی، اور غیر الٰہی طاقتوں کی غلامی کی زنجیروں سے اپنی گردن کو چھپا دیا ہے۔ تم پتھروں کا ایک ڈھیر ہو جو نہ تو خود ہل سکتا ہے اور نہ اسمیں جان و روح ہے البتہ چور چور ہو سکتا اور ایک دوسرے پر پھینکا جا سکتا ہے۔ تم غبارِ راہ کی ایک مشت ہو جس کو ہوا اڑا لیجائے تو اڑ سکتی ہے ورنہ وہ خود صرف اس لیے ہے تاکہ ٹھوکروں سے روندی جائے اور جولان قدم سے پامال کیجائے۔ فیاللرزیۃ ویاللمصیبۃ!

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل! تو تو کسی کام نہ آیا

پھر اے غفلت کی ہستیو! اور اے بیخبری کی سرگشتہ خواب روحو! تم کس موقعہ سے اس کی پیدائش کی خوشیاں مناتے ہو جو حریت انسانی کی بخشش حیات روحی د

معنوی کے عطیہ اور کامرانی اور فیروزمندی کی خسروی و ملوکی کے لیے آیا تھا۔ اللہ اللہ غفلت کی نیرنگی اور انقلاب کی بوقلمونی! ماسوی اللہ کی عبودیت کی زنجیریں پاؤں میں ہیں، انسانوں کی مملوکیت و مرعوبیت کے حلقے گردنوں میں، ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالی، اور اعمال حقہ و حسنہ کی روشنی سے روح محروم! ان سامانوں اور طیاریوں کے ساتھ تم مستعد ہوئے ہو کہ ربیع الاول کے آنے والے کی یاد کا جشن مناؤ، جس کا آنا خدا کی عبودیت کی فتح، غیر الٰہی عبودیت کی ہلاکت، حریت صادقہ کا اعلان حق، عدالت حقہ کی ملوکیت کی بشارت، اور اُمتہ عادلہ و قائمہ کے تمکن و قیام کی بنیاد تھا! فمالھا اولاء القوم، لایکادون یفقھون حدیثا!

پس اے غفلت شعاران ملت! تمھاری غفلت پر صد فغان و حسرت اور تمھاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ و بکا، اگر تم اس ماہ مبارک کی اصلی عظمت و حقیقت سے بیخبر رہو اور صرف زبانوں کے ترانوں، در و دیوار کی آرائشوں، اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصد و یادگاری کو گم کردو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ماہ مبارک اُمتہ مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے، خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے، خلافت ارضی، و وراثت الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے۔ پس اس کے آنے کی خوشی اور اس کے تذکرہ اور یاد کی لذت ہر اُس شخص کی روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الٰہی کی تعمیل و اطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کی پیروی و تاسی کے

لیے کوئی نمونہ نہیں رکھتا

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک
الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم یان للذین اٰمنوا کیا مسلمانوں کے لیے ابھی تک اسکا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے
ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ ذکر اور اسکے کلمۂ حق کے لیے انکے اندر درد اور شکستگی پیدا
وما نزل من الحق ؟ ہو، اور وہ اپنے پروردگار کے آگے جھک جائیں ؟؟

افسانۂ ہجر و وصال

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصّہ بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

میری مراد

کیا دنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ہیں، ربیع و خریف کی ہوائیں چلتیں اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے، اسی طرح دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؟ روحوں کی بیقراری کی بھی کوئی فصل ہے؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی

وقت ہے جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور جن کے بادل نمودار ہوتے ہیں؟ میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو۔ مگر میں پاتا ہوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میری روح کی شورش گذر گذر کے لوٹتی ہے۔ میں کچھ عرصہ سے اس دریا کی مانند جو اتر گیا ہو چپ تھا، لیکن آج اس سمندر کی مانند جس کی تہہ سے موجیں جوش مار رہی ہوں، پھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے لبریز ہوں اور دیوانگیوں کے سرجوش سے میرا ساغر ضبط چھلک گیا ہے۔ آج مجھے پھر اس خاک کی تلاش ہے جس کو اپنے سر و چہرہ پر اوڑا سکوں، پھر ان کانٹوں کی جستجو ہے جن کو اپنے دل و جگر میں چبھو سکوں۔ میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بیماروں کی بستی کی ضرورت ہے۔ میں ہوشیاری سے اکتا گیا اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا۔ آہ، میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جسقدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کر سکتا ہوں، کرتا رہوں۔ میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالۂ بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں، میری شورش غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے۔ میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں۔ میں تم کو درد و حسرت کا پتلہ بنا دوں۔ تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں، تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک اٹھے، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں، اور تمہاری غفلت عیش اور بیدردی نشاط کی وہ بستی

جو مدتوں سے برابر آباد چلی آتی ہے اس طرح اُجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہو۔

روی بازار مرا دا مروز عشرتی ہاست
دیدہ ترمی فروشم دامن ترمی خرم

مُردوں کی بستی

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے، اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے۔ پھر بعضوں کی نیند ایسی ہوتی ہے کہ اک ذراسی آواز انکو جگا دینے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ بعض کی اتنے سخت ہوتی ہے تو ان کے لیے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض اتنے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو انکو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر سونیوالے کے جاگ اُٹھنے کے لیے یہ بھی بیکار ہو تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آجائے آتش فشاں پہاڑ پھٹ اُٹھیں پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

سو یقین کرو کہ خدا کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے۔ اس کی صدائیں اُٹھتی ہیں تا کہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں۔ اگر اسپر بھی وہ کروٹ نہیں لیتے، تو ہر طرف شور و غل مچنے لگتا ہے تا کہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے۔ اگر اسپر بھی

نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتف نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے اُٹھاتے ہیں کہ صبح
آگئی اور آفتاب کی کرنیں دیواروں سے اُتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں۔
اب بھی اُٹھ جاؤ اور اِس دن کو اپنے ہات سے نہ کھو دو جو جا کر پھر واپس نہیں آئیگا،
لیکن، آہ، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند
کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں، زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے
لگتی ہیں، پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں۔ اور صداؤں اور آوازوں کی
ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ سو یہ بھی سب کچھ اسی لیے ہوتا ہے تاکہ کسی
طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھولدے۔ اگر اسپر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر
خدا کا فرشتہ پکار اُٹھتا ہے کہ۔

اموات غیر احیاء و ما — یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ہے۔ وہ
یشعرون ایان یبعثون — اُٹھنے اور اُٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں۔

انتہائی غفلت و سرشاری

پس تنبیہ اور ہوشیاری کی تمام تدبیریں ہو چکیں اور ایک سوئے ہوئے
کو جگانے کے لیے جو کچھ کیا جا سکتا ہے، وہ سب کچھ کیا جا چکا، پر افسوس کہ تمہاری
آنکھیں اب تک بند ہیں، تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اُترتا، اور تمہاری موت
کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی۔ دنیا میں انسان کے لیے عقل و بصیرت ہی عُقلا کی

دانائیاں ہیں، ہادیوں کی ہدائتیں ہیں، واعظوں کے وعظ ہیں، خدا کے مقدس نوشتے ہیں، اور رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں، پھر حوادث و تغیرات ہیں، انقلابات و تبدلات ہیں، آثار و علائم ہیں استنباط و استشہاد ہے، لیکن آہ، وہ قوم جس کی غفلت کے لیے یہ سب کچھ بیکار رہے! نہ تو دنیا کے گذرے ہوئے واقعات میں اس کے لیے کوئی اثر ہے، نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اس کے لیے کوئی پیغام ہے، نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے عبرت پکڑتی ہے۔

ماتاتیھم من ایات ربھم الا کانوا عنھا معرضین (۶ : ۴) — اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھکر انھوں نے عبرت پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آگئے ہوں۔

بلکہ بااوقات ایسا نظر آتا ہے کہ جسقدر عبرت کی صدائیں جگانا چاہتی ہیں، اتنی ہی اس کی نیند زیادہ گہری ہوتی جاتی ہے:-

ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ فما تغنی النذر! (:) — اور بلاشبہ ان کے پاس ایسی خبریں آچکی ہیں جنمیں بڑی ہی تنبیہ اور ہوشیاری ہے اور بہت ہی بڑی گہری حکمت و دانائی، پر افسوس کہ حوادث و انقلاب کی یہ ڈراؤنی ہدایت بھی ان کی بیداری کے لیے کافی نہ ہوئی۔

تاریخ عالم میں عبرت و بصیرت

دنیا میں سب سے پہلے انسان کے آگے تاریخ یعنی دنیا کے گذرے ہوئے واقعات آتے ہیں اور انھیں سے انسان تجربہ کی دانائی اور بصیرت حاصل کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرح کے واقعات ظاہر ہوئے، ایک ہی طرح کے اعلانات کیئے گئے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے پس تجربہ اور استقرار اسے بتلا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھی ویسی حالتیں پیدا ہونگی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو دکھ دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کود کر کوئی ٹھنڈک پائے۔

اسباب ہلاکت

سو اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی۔ بے روح لاش کی نیند ہوتی تو تمہارے جاگنے کے لیے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی۔ تمھارے آگے نوع بشری کی پوری تاریخ موجود ہے۔ ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں ہزاروں آثار و اطلال ہیں اور زمین کے صدہا گوشے گذرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور رہتے ہوؤں کے کھنڈروں سے رکے ہوئے ہیں تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سب سے پوچھ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کر کے زندہ رہی ہے اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانونوں پر چلکر قومیں تباہ

ہوئی ہوں اور اُس کے قانون کو توڑ کر اُنھوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟
اقوام کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے آجتک ایک
انسان بھی اسکی گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت و اعراض کر کے زندگی پائی ہو
اور خدا کے قانونوں کو توڑ کر خوشحالی و مراد حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کیا
ہے کہ تم زہر کھا رہے ہو اور امیدوار ہو کہ تمھیں زندگی ملے اور تم نے شیروں کی کچھٹ
کی راہ اختیار کی ہے اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کی آبادی میں تم پہنچ جاؤ گے؟

الم یاتھم نباء الذین من قبلھم قوم نوح وعاد و ثمود و قوم ابراھیم و اصحٰب مدین والمؤتفکات ؟ اتتھم رسلھم بالبینات فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔

کیا انہوں نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ مثلاً قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم، اصحاب مدین، اور وہ لوگ جن کی بستیاں اُلٹ دی گئیں؟ ان سب کے پاس اللہ کے رسول آئے اور راہ حق کی نشانیاں انھیں دکھلائیں لیکن اُنھوں نے بدعملیوں کی راہ اختیار کی اور اُسکی پاداش میں مٹا دیئے گئے۔ سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر ان بدبختوں نے خود ہی اپنی ہلاکت چاہی!

حوادث حاضرہ

اگر گذرے ہوئے واقعات و حوادث میں بھی تمہارے لیے کوئی آواز نہیں

تو پھر خود تمھاری آنکھوں کے سامنے گذرنے والے حوادث و تغیرات ہیں اور ان کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے۔

اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون — آیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں پھر بھی انکی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں!

اور اگر وہ تمام حوادث و تغیرات جن سے تمھاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع و غروب معمور تھا، تمھارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لیے کافی نہ تھے تو آہ کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانون تعذیب امم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمھیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کے لیے ابھر آئیں؟

کلا، والقمر، واللیل اذ ادبر، والصبح اذا اسفر، انھا لاحدی الکبر، نذیراً للبشر، لمن شاء — بیشک چاند جب کہ نکل آیا، رات جبکہ ختم ہو گئی، اور دن جبکہ روشن ہو گیا، کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے اور غافل انسان کو غفلتوں

منکم ان یتقدم او یتاخر (۳۵:۷۴) — کی پاداش سے سخت ڈرانیوالا ہے۔ تو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اُسکے لیے اب بڑھنا ہے، اور جو پیچھے ہٹنا چاہے اُس کے لیے غافل رہ کر تباہ ہونا !

پھر اگر تم اس لیے نہیں اُٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئینگے نہیں اُٹھو گے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھ نہیں کھولوگے، اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہ اُٹھے گی کانوں کو نہیں کھولوگے تو آہ یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی اسپر بھی تم بےخبر ہو رہے؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پُرزے پُرزے ہوجائیں اور کرۂ ارضی دھواں بنکر اڑ جائے؟

فهل ینظرون الا الساعة ان تاتیهم بغتة؟ فقد جاء اشراطها، فانی لهم اذا جاءتهم ذکراهم؟ — پھر کیا یہ لوگ آخری فیصلہ کردینے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر آنازل ہو؟ سو اگر اسی کا انتظار ہے تو اُس کی نشانیاں تو آچکیں اور جب وہ گھڑی خود آجائیگی تو اسوقت انکے لیے کیا ہوگا؟

جلال الٰہی

آفتاب کو ہمیشہ اُس کی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے اور دھوئیں کو دیکھکر مسافر پالیتا ہے

کہ آگ جل رہی ہے، اسیطرح خدا کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر سے دیکھا گیا ہے اور ہمیشہ اس نے اپنے آفتاب جمال کی چمک بدلیوں کے نقاب میں دکھلائی ہے۔ پس وہ جو ہمیشہ آیا تھا اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کر لینے کے لیے مجبور کر دیا تھا، آج بھی آگیا، اور آنکھیں رکھنے والوں کے لیے اسنے اپنے چہرہ پر سے اچانک نقاب الٹ دی۔ پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اس کے آگے جھکنے کے لیے نہیں گر جاتے، تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے آکر کھڑا ہو جائے، اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھکر آسمان سے اس طرح اتر پڑے کہ تم اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اس کو چھوؤ، اور اپنے کانوں کو اس کے موںھ سے لگا دو تاکہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بولدے کہ میں خداوند خدا ہے تمہارا ہوں اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں اسی طرح اب بھی موجود ہوں مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو:۔

قال الذین لا یرجون لقاءنا — اور ان لوگوں نے کہ خدا کے لقاء کی امید نہیں رکھتے کہا:
لولا انزل علینا الملائکۃ — اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے
او نری ربنا (۲۵ : ۲۳)۔ — اتارے گئے اور کیوں ایسا نہوا کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اتر آتا اور ہم اسے دیکھ لیتے؟

سو اگر واقعی اسی کے منتظر ہو تو تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمھارا انتظار کبھی ختم

نہو گا، یہانتک کہ خدا کی جگہ اُس کا آخری عذاب اُتریگا اور تمکو در دنا کیوں اور سوختگیوں کی بشارت دیگا۔

یوم یرون الملائکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین، (۲۵: ۲۲) - جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرموں کے لیئے کوئی بشارت نہو گی کہ وہ صالحوں کیطرح اُس کا انتظار کریں۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظار کا ایسا ہی جواب پایا ہے:

فہل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلہم قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین (:) - پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے ان سے پہلے قوموں پر آچکے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہدو کہ اچھا انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں ہوں!

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

آنکھیں دیکھنے کے لیے ہیں، کان سُننے کے لیے ہیں اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے کہ تڑپے اور بیقرار ہو۔ لیکن وہ سب کچھ تمہارے لیے بیکار ہو گیا ہے جس کو آنکھ دیکھتی ہے اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئی ہیں جو کانوں سے سُنائی دیتی ہیں، اور وہ تمام دل اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جنسے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار ہوتی ہیں پس جو کچھ

کیا جائے لاحاصل ہے، اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے۔ آہ تم غافل ہوگئے ہو، تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، تم گمراہی کے قبضہ میں آگئے، تمہارے احساس فنا ہوگئے، اور تمہارے دل کی دانائی مٹ دی گئی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے، لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی، اور لولوں کے ہات شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے۔ آہ، تمہاری غفلت سے بڑھ کر آج تک دنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی، اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔ آہ، تم ایسے نہ تھے، پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ہوگئے جن کے لیے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا؟

لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون	ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں، وہ مثل چارپایوں کے ہوگئے، بلکہ ان سے بھی بدتر، اور یہی ہیں کہ غفلت میں ڈوب گئے ہیں!!

(۷ : ۱۷۸)

انتہائی ضلالت

آہ، کوئی نہیں، سب گمراہ ہوگئے، سب نکمے نکلے، سب غافل ہوگئے، سب پر نیند کی موت چھا گئی، سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پائی، سب ایک ہی طرح کا

تباہیوں پر لوٹے، سب نے خدا کو چھوڑ دیا، سب نے اُس کے عشق سے مُونھ موڑ لیا، سب نے اُس کے رشتے کو بٹہ لگایا، سب غیروں کے ہو گئے سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گردچاٹی، اور سب نے ایک ساتھ ملکر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا۔ آہ سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائینگے، اور سب نے قسم کھائی کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے۔ آہ، سب اس سے بھاگ گئے، سب نے اس سے غول در غول بنکر بیوفائی کی! کوئی نہیں جو اُس کے لیے روے، کوئی نہیں جو اس کے عشق میں آہ و نالہ کرے۔ اُس کی محبت کی بستیاں اُجڑ گئیں، اُس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے، اُس کے گلّے کا کوئی رکھوالا نہ رہا، اور اُس کی کھیتوں کی حفاظت کے لیے کوئی آنکھ نہ جاگی! سب شیطان کے پیچھے دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی، اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لیے اُسے پکارا۔ پھر اُس پر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لیے بیقراری نہیں، کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لیے دوڑ جائے اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے!

ولقد اخذناھم بالعذاب — ہم نے انھیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا بھی کر دیا

فما استکانوا لربھم وما یتضرعون۔ (:) — پھر بھی اپنے خدا کے آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی اور عاجزی نہ پیدا ہوئی۔

قانونِ الٰہی

آہ، میں کیا کروں اور کہاں جاؤں، اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اتر جاؤں اور کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں اور تمہاری غفلت مر جائے۔ یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو، اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند ہیں۔ تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو، اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے اور سمجھتے ہو پر نہ تو راستبازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ گمراہوں کے نقش قدم کو چھوڑتے ہو۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا؟ (۴۷ : ۲۶) — کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا ایسا ہوا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل چڑھ گئے ہیں؟

کیا تم وہ ہو جنکے لیے کہا گیا ہے کہ:

وجعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اذانھم وقرا! (۱۷ : ۴۸) — اور ان کے دلوں پر ہمنے پردے ڈالدیے ہیں کہ فکر کی آنکھ بیکار ہو گئی اور ان کے کان بہرے ہو گئے ہیں!

آہ، تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اس کی سنت کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کے لیے بدل نہ جائیگی۔ اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے

اور زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے، اور اسی طرح غفلت و معصیت ہلاکت لاتی
ہے اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا
ہی ہوا ہے، اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا:-

سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ (:)

یہ اللہ کا قانون ہے جس کے مطابق تمام گذری ہوئی قوموں سے سلوک ہوا اور اللہ کے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے!

راہِ نجات

پس میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں، اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے اگر وہ اس بات کے لیے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بیکار ہے اور اُس میں تمہارے ... کی برکت و امن نہیں۔ سو یاد رکھو اور ماننے کے لیے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بیکار ہے، اور تمہاری فکروں کی ہر شکل گمراہی و ضلالت ہے۔ تمہارے لیے صرف ایک ہی راہِ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔ تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گذرو گے اُس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہ ہوگا، اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤ گے۔ تمہارے سفرِ عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو، توبہ کرو، اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ، اس کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو، اُس کے عشق اور محبت کو

اسقدر پیو کہ بدمست ہو جاؤ اور اُس کے آگے اس طرح گرو اور اس طرح روؤ اور اس قدر تڑپو کہ اُسے تم پر پیار آجائے، اور وہ تمھیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اُٹھالے اور سب کچھ تمھیں کو دیدے جس طرح کہ سب کچھ تمھیں کو اُسنے بخشدیا تھا،

یاایها الذین امنوا ان تتقوا الله یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیئاتکم ویغفر لکم والله ذو الفضل العظیم۔ (۸ : ۲۹)

مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو جاؤ، تو اللہ تمام دنیا میں تمہارے لیے ایک امتیاز اور سربلندی پیدا کردے گا، نیز تمہاری تمام برائیوں کو دور کردیگا اور تمھیں بخشدیگا۔ تم اُسکے آگے کیوں نہیں جھک جاتے وہ تو بڑا ہی فضل و کرم کرنے والا ہے۔!

خدا سے سرکشی کا نتیجہ

تم نے غفلت کو خوب آزمالیا، تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی، تمنے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لیے، تمنے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہوگئی، اور ایک اُس کے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی؟ بس مان جاؤ اور اب بھی باز آجاؤ۔ گناہوں کو آزما چکے، آؤ تقویٰ و راستبازی کو بھی آزمالیں، سرکشیوں کو چکھ چکے آؤ اطاعت کا بھی مزہ دیکھ لیں غیروں سے رشتہ جوڑ کے تجربہ کر چکے، آؤ اُسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں

ٹھوکروں، اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہات نہ آیا۔

افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفورٌ الرّحیم۔ پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ و استغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحمت فرما ہے۔

نامرادی اور مایوسی

تمھارے خدا نے تمہارے ساتھ کونسی برائی کی تھی کہ تم نے اُسے چھوڑ دیا اور اُسے چھوڑ کے کونسی دولت و نعمت ہے جو تمھیں ہات آگئی۔ خدا سے بڑہ کر وہ اور کون حسین ہے جس کے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا، اور اس سے بڑہ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جس کی زنجیریں تمہارے پاؤں میں پڑ گئیں؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تاکہ ٹھوکریں کھاؤ، پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمھیں پیار کرے؟ اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو الرحمٰن الرحیم سے بڑہ کر اور کون ہے جس کے عشق میں اُسے چھوڑ رہے ہو اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو ربّ العالمین سے بڑہ کر اور کون ہے جس کے خزانوں کے لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو، تو مالک یوم الدین سے بڑھکر کون ملکیا ہے جو تمھیں بدلہ دیگا؟ فاہ، آہ، ثم آہ، علی ما فرطتم فی جنب اللہ

ام اتخذوا من دونہ آلھۃ؟ قل ھاتوا برھانکم (۲۱: ۲۴)۔ پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اُنسے کہو کہ اپنی دلیل

پیش کریں کہ وہ کونسی حقیقت ہے جس نے ان کی نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ہے، پھر کیا تم بالکل اُس سے بے نیاز ہو گئے ہو اور اب تمہیں خدا کے آگے جھکنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی؟ کیا تم کبھی بیمار نہ پڑو گے جب کہ طبیب مایوسی کا پیام دیگا اور عزیز و اقربا دیکھ دیکھ کر نا اُمیدی سے روئیں گے، اور کیا اسوقت تمہیں خدا کو پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر اُسی سے راحت اور سکھ مانگنے کی ضرورت نہو گی؟

كلا اذا بلغت التراقي وقيل من راق وظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الى ربك يومئذ ن المساق فلا صدق ولا صلى ولكن كذب وتولى (:) -

ہاں، جب وہ گھڑی آئے کہ جان بدن سے کھنچکر گردن کی ہنسلی تک آ پہونچے اور دیکھنے والے بول اُٹھیں کہ اس کا علاج کرنے والا کون ہے؟ اور بیمار خیال کرلے کہ اب کوچ کا وقت آگیا، اور اُس کے درد و بے چینی کا یہ عالم ہو کہ ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر ٹیکنے لگے، سو یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ ہی کی طرف انسان کا کوچ ہوگا۔ پھر بتلاؤ کہ اُس وقت اس بدبخت کا کیا حال ہوگا جس نے نہ تو کبھی خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھی اُس کے آگے عبادت کے لیے جھکا، بلکہ ہمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے مونہہ موڑا؟

معیار عبادت

اگر تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اسی لیے تاکہ تم اُس کو دیکھو، اگر تم کو دل دیا گیا تھا

تو اسی لیے تا صرف اُسی کو پیار کرو، اگر تم کو آنسو دیے گئے تھے تو اسی لیے تا کہ صرف اُسی کی یاد میں بہاؤ، اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تھی تو اسی لیے تا اُسی کے آگے جھکاؤ، پر آہ، تمہاری زبانیں اُسکی حمد کے زمزموں سے محروم ہو گئیں، تمہارے دل اُس کی محبت کے ہونے سے اُجڑ گئے، تمہاری روحوں میں اُسکی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں، تمہارے قدم اُس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہو گئے اور تمہاری آنکھوں میں اُس کے عشق کے درد و غم کے لیے ایک قطرۂ اشک بھی نہ رہا تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں اُن کو نصیب ہوں، مگر حیوانوں اور چارپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہو جانے کے سوا وہاں اور کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمہارا خدا تمہارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں، اور اگر صرف پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے: فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتهم ساھون (۱۰۷ : ۴) واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالیٰ یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا (۴ : ۱۴۲)

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جُدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

بہت ہو چکا اب بھی چھوڑ دو، آہ، بہت سو چکے اب بھی چونک اٹھو، بہت گم

مصنف کی دیگر تصانیف

ذکرہ۔ تاریخ، تفسیر۔ فقہ۔ حدیث ادب و محاضرات کے مباحث عالیہ کا ایک
دلکش اور نادر مجموعہ۔ جو مولٰنا کے بعض خاندانی اکابر و شیوخ کے حالات میں ضمناً
مگر بوضاحت بیان کیئے گئے ہیں۔ آخر میں آپ نے اپنے ذاتی حالات عجیب دلفریب
انداز شاعرانہ میں رقم فرمائے ہیں۔ طباعت نفیس البلاغ پریس کلکتہ قیمت فی مجلد
۱۲ر)

لفرقان بین اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان۔ خیر و شر، حق و باطل
ر و ظلمت، ہر دو متضاد قوتوں کے خصائص و اعمال اور اُن کے عواقب و نتائج کی
حقیقت۔ قیمت ۶ر

ایلاء و تخییر۔ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک عیسائی کے اعتراض کا دندان
شکن جواب فداکار ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض واقعات جو بغیر آنسو رلائے
نہیں رہتے۔ قیمت ۸ر

حقیقۃ الصلوٰۃ۔ نماز والے نماز پر مؤثر و دلنشین بیان اچھوتے انداز میں قیمت ۵ر

لسفۂ رمضان ۲ر فلسفۂ قربانی ۳ر لیلۃ القدر ۳ر

الحریت فی الاسلام ۱۲/ — حزب اللہ ۱۲/ — الجہاد ۸/

جہاد و اسلام ۴/ — خطبات سیاسیہ ۸/ — مضامین حصہ اول ۱۰/

حصہ دوم تا ششم فی حصہ ۱۲/ — تازہ مضامین ۱۰/ — خطبہ صدارت تحریری ۶/

خطبۂ صدارت تقریری ۶/ — صدائے حق ۶/ — ندائے حق ۶/

المراۃ المسلمہ عہ/ — قول فیصل عہ/

الحرب فی الاسلام ۱/

یہ اور ہر قسم کی کتب

شرکت ادبیہ علی گڑھ (یو-پی)

سے طلب فرمائیں

خواجہ عبدالحی فاروقی استاذ التفسیر جامعہ ملیہ علیگڑھ

الفرقان فی معارف القرآن

ن حکیم کی عدیم النظیر نہایت دلکش و معنی خیز تفسیر اردو میں اس شان کی دوسری تفسیر موجود نہیں

لخلافۃ الکبریٰ - سورۂ بقرہ کی مکمل و حاوی تفسیر فی جلد للعہ مجلد خوبصورت مطلاء و ضخ

الصراط المستقیم - سورۂ انفال و توبہ کی تفسیر شروع میں فلسفہ جہاد پر بصیرت افروز

قدمہ، طباعت کتابت و کاغذ اعلیٰ فی جلد عـہ مجلد مضبوط سادہ عـہ

یان - سورۂ آل عمران کی تفسیر فی جلد عـہ ۱۲ مجلد عـہ

بیل الرشاد - سورۂ حجرات کی تفسیر قیمت ۱۰/

کر ای - تیسویں پارۂ عمّ کی مکمل و مبسوط تفسیر جو بریس جاچکی ہے

صائع - تفسیر الفرقان کا ایک جزو حضرت موسیٰ و فرعون کے واقعات قیمت ۶/

حافظ محمد اسلم جیراجپوری پروفیسر جامعہ ملیہ علی گڑھ

تاریخ الامت

ابتدائے اسلام کی نہایت معتبر مستند مسلسل و مربوط تاریخ جو آٹھ حصوں پر

ہوگی، اب تک پانچ حصے شائع ہوئے ہیں - حصۂ اول سیرۃ الرسول عـہ

صہ دوم خلافت راشدہ عـہ حصۂ سوم خلافت بنی امیّہ عـہ